مَسائلِ نمازِ وتُر

مؤلف

پیر جی سید مشتاق علی شاہ
صاحب مدظلہ

پیشکش : النعمان سوشل میڈیا

سلیم شہزاد

مسائلِ نمازِ وتر

افادت

علمائے اہل سنت

جمع وترتیب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

اس رسالہ میں نماز وتر کے مشہور مسائل کو ادلہ اربعہ، قرآن، حدیث، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ اربعہؒ اور سلف صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے

ناشر

پیر جی سید عبدالمبین

محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر ۸ مکان نمبر C/36 کالج روڈ، گوجرانوالہ

0333-8182910

نام کتاب	مسائل نمازِ وتر
جمع وترتیب	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
کمپوزنگ وڈیزائننگ	ماہیر گرافکس گوجرانوالہ
صفحات	112
قیمت	-
تاریخ طباعت	دسمبر 2024ء

ملنے کا پتہ

پیر جی سید عبد المبین

محلّہ گوبندگڑھ گلی نمبر ۸ مکان نمبر C/36 کالج روڈ، گوجرانوالہ

0333-8182910

فہرست مضامین

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

نمازِ وتر، نمازِ تہجد، نمازِ تراویح، قیام اللیل

یہ سب الگ الگ نمازیں ہیں۔

۱......قیام اللیل:

یعنی رات کو قیام کرنا۔ لغت کے اعتبار سے نمازِ مغرب، نمازِ عشاء، نمازِ وتر، نماز وتر کے بعد دو نفل رمضان میں نماز تراویح نماز تہجد یا ویسے سارا رات جاگتے رہنا اور نفل پڑھتے رہنا یہ سب نمازیں قیام اللیل یا صلاۃ اللیل کہلاتی ہیں۔

۲......نمازِ تہجد:

تہجد یہ ماخوذ ہے ہجد سے اور ہجد نیند کو کہتے ہیں۔ اور تہجد کا معنی ہے نیند کا زوال نیند کو اپنے اوپر سے دفع کرنا اس کو صلوٰۃ اللیل بھی کہتے ہیں اور صلوٰۃ التہجد بھی کہتے ہیں۔ محدثین کے نزدیک صلوٰۃ اللیل قیام اللیل سے مراد نمازِ تہجد ہی ہوتی ہے۔

جو شخص سونے کے بعد رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اس کو تہجد گزار کہتے ہیں جو بغیر سوئے کے نفل پڑھے اس کو تہجد گزار نہیں کہتے۔

۳......نمازِ تراویح:

یہ نماز تہجد کی نماز سے بالکل الگ ہے اور صرف رمضان میں جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے دس سلاموں کے ساتھ۔ اس کو قیام رمضان بھی کہتے ہیں۔ یہ نماز سنت مؤکدہ ہے جو نہیں پڑھے گا وہ گناہ گار ہوگا اور بہت سے ثواب اور فضیلتوں سے محروم رہے گا۔

۴......نمازِ وتر:

یہ نماز بھی رات کی نماز ہے سال کے گیارہ مہینوں میں بغیر جماعت کے پڑھی جاتی ہے

اور رمضان میں جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ یہ پہلے نفل تھی بعد میں واجب ہوگئی تھی، اس کی تین رکعتیں ہیں اس سے کم نہیں یہ بھی مستقل ایک الگ سے نماز ہے جیسے نمازِ تہجد، نمازِ تراویح۔ الگ الگ ہیں ایسے ہی یہ بھی بالکل الگ نماز ہے۔ جو آدمی تہجد گزار ہو وہ تہجد کے بعد پڑھے تو بہتر ہے اور جو رات کو نہیں اٹھ سکتے وہ عشاء کے بعد پڑھ لیں۔ شریعت میں اس کی اجازت ہے۔

نماز وتر کی فضیلت

حدیث نمبر ۱:

وتر کی بڑی فضیلت ہے جیسا کہ حضرت خارجہ بن حذافہ العدویؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے ارشاد فرمایا۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک نماز زائد عطا کی ہے، جو کہ سرخ اونٹوں سے بہتر ہے، اور وہ ہے نماز وتر اور اسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عشاء اور فجر کے درمیان رکھ دیا ہے۔

(ابو داؤد، حدیث نمبر ۱۴۱۸، ترمذی ص ۴۵۲، ابن ماجہ ۱۱۶۸، مستدرک حاکم ج ۱، ص ۳۰۶)

حدیث نمبر ۲:

حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ وتر ادا کی پھر فرمایا اے قرآن والو وتر پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی وتر ہے اور وہ وتر کو پسند فرماتا ہے۔ (نسائی ۱۶۷۶، ترمذی ۴۵۳، ابوداؤد ۱۴۱۶، ابن ماجہ ۱۱۶۹)

مسئلہ نمبر ا:

نمازِ وتر ایک مستقل نماز ہے

حدیث نمبر ا:

حضرت خارجہ بن حذافہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا یقیناً اللہ تعالی نے تم پر ایک ایسی نماز کا اضافہ کیا ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے اور یہ وتر ہے جس کا وقت عشاء اور فجر کے درمیان ہے۔

(ترمذی مترجم جلد اول ص ۱۹۸، ابواب الوتر باب ماجاء فی فصل الوتر)

حدیث نمبر ۲:

حضرت ابوسعید خدریؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے۔

(الدرایه فی تخریج احادیث ھ .ایه از حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی ج۱، ص ۱۸۹، باب صلاة الوتر نقلا عن المسند الشامیین للطبرانی)

مسئلہ نمبر ۲:

وتر واجب ہیں

مسئلہ عشاء کی نماز کے بعد فجر تک نمازِ وتر پڑھنا ضروری ہے جو شخص نہیں پڑھے گا وہ گنہگار ہوگا۔

حدیث نمبر ا:

عن عبد الله بن بریدة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا. (ابوداؤد ج ا ص ۲۰۱، مستدرک حاکم ج ا ص ۳۰۵)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرما رہے تھے وتر حق (واجب) ہیں۔ جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق (واجب) ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق (واجب) ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث نمبر۲:

عن عبد الله بن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اجعلوا آخر صلواتکم باللیل وترا. (بخاری ج۱ص۱۳۶، مسلم ج۱ص۲۵۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اپنی رات کی آخری نماز وتر بناؤ۔

حدیث نمبر۳:

عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم قال بادروا الصبح بالوتر. (مسلم ج۱ص۲۵۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا صبح ہونے سے پہلے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔

حدیث نمبر۴:

عن ابی سعید ان النبی صلی الله علیه وسلم اوتروا قبل ان تصبحوا. (مسلم ج۱ص۲۵۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وتر صبح ہونے سے پہلے پڑھ لیا کرو۔

حدیث نمبر۵:

عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من خاف ان لا یقوم

من آخر الليل فليوتر اوله ومن طمع ان يقوم آخره فليوتر آخر الليل فان صلوة آخر الليل مشهودة وذالك افضل. (مسلم ج۱،ص۲۵۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے یہ اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نہیں اٹھ سکے گا تو اسے چاہیے کہ وہ شروع رات ہی میں وتر پڑھ لے، اور جسے یہ امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اُٹھ جائے گا تو اسے چاہیے کہ رات کے آخری حصہ ہی میں وتر پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصہ کی نماز فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے اور یہ افضل ہے۔

حدیث نمبر ٦:

عن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من نام عن وتره او نسیه فلیصله اذا اصبح او فکرهٔ.

(مستدرک حاکم ج۱،ص۳۰۲، دارقطنی ج۲،ص۲۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وتر پڑھے بغیر سو جائے یا پڑھنا بھول جائے اسے چاہیے کہ وہ صبح اٹھ کر یا جب یاد آئے وتر پڑھ لے۔

حدیث نمبر ۷:

عن خارجة بن حذافة قال ابو الید العدوی قال خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ان الله قد امدکم بالصلٰوة هی خیر لکم من حمر النعم وهی الوتر فجعلها لکم فیما بین العشاء الی طلوع الفجر.

(ابوداؤد ج۱،ص۲۰۱، ترمذی ج۱،ص۱۰۳، مستدرک حاکم ج۱،ص۳۰٦)

حضرت خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی ہے یا تمہارے لیے ایک نماز زائد کی ہے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے وہ نماز وتر ہے

اسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے عشا رسے لے کر صبح صادق تک مقرر کیا ہے۔

حدیث نمبر ۸:

عن ابی تمیم الجیشانی ان عمرو بن العاص خطب الناس یوم جمعة فقال ان ابا بصرة حدثنی ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الله زادکم صلوٰة وهی الوتر فصلوها فیما بین صلوٰة العشاء الی صلوٰة الفجر قال ابو تمیم فاخذ بیدی ابو ذر فسار فی المسجد الی ابی بصرة فقال له انت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ما قال عمرو قال ابو بصرة سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم.

(مسند احمد ج ۶،ص ۷، مستدرک حاکم ج ۳،ص ۵۹۳)

حضرت ابوتمیم جیشانی سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ لوگوں کو خطبۂ جمعہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ابو بصرۃؓ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک نماز زائد کی ہے جو وتر ہے لہٰذا تم عشا کی نماز کے بعد سے لے کر فجر کی نماز تک کے درمیان درمیان اسے پڑھا کرو، ابوتمیمؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد میں جا کر ابو بصرۃؓ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فرماتے سنا ہے جو عمروؓ نے بیان کیا ہے۔ حضرت ابو بصرۃؓ نے فرمایا جی ہاں یہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے۔

حدیث نمبر ۹:

عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الوتر حق واجب علی کل مسلم.

(مسند احمد ج ......، ص ......، صحیح ابن حبان ج ......، ص ......، بحواله الدرایة، منحة المعبود فی ترتیب مسند الطیالسی ابی داؤد ج۱، ص ۱۱۹، دار قطنی ج۲ ص ۲۲)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر حق ہیں واجب ہیں ہر مسلمان پر۔

حدیث نمبر۱۰:

عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الوتر واجب على كل مسلم. (كشف الاستار عن زوائد البزار، ج۱، ص ۳۵۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا وتر واجب ہیں ہر مسلمان پر۔

حدیث نمبر۱۱:

عن عاصم بن ضمرة قال قال على ان الوتر ليس بحتم كصلوتكم المكتوبة ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم اوتر ثم قال يا اهل القرآن اوتروا فان الله وتر يحب الوتر. (مستدرک حاکم، ج۱، ص۳۰۰)

حضرت عاصم بن ضمرہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وتر فرض نماز کی طرح تو ضروری نہیں ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے پھر فرمایا کہ اے قرآن والو وتر پڑھو بے شک اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہیں اور وتر (طاق عدد) کو پسند فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر۱۲:

عن مالك انه بلغه ان رجلا سأل عبد الله بن عمر من الوتر اواجب هو فقال عبد الله بن عمر قد اوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم و اوتر المسلمون قال فجعل الرجل يردد عليه وعبد الله بن عمر يقول قد اوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم واوتر المسلمون. (مؤطا امام مالک، ص۱۰۹)

حضرت امام مالک سے مروی ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص نے حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وتر کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وتر واجب ہیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے اور مسلمان بھی پڑھتے رہے، امام مالک فرماتے ہیں کہ وہ شخص آپ سے بار بار یہی پوچھتا رہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہی فرماتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے اور مسلمان بھی پڑھتے رہے۔

حدیث نمبر۱۳:

عن ابی ایوب قال الوتر حق او واجب (مصنف ابن ابی شیبہ، ج۲،ص۲۹۷)

حضرت ابوایوب فرماتے ہیں کہ وتر حق ہیں یا واجب ہیں۔

حدیث نمبر۱۴:

عن مجاهد قال هو واجب ولم يكتب. (مصنف ابن ابی شیبہ، ج۲،ص۲۹۷)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ وتر واجب ہیں فرض نہیں۔

حدیث نمبر۱۵:

عن طاؤس الوتر واجب يعاد اليه اذا نسى. (مصنف عبدالرزاق ج۳،ص۸)

حضرت طاؤس سے مروی ہے کہ وتر واجب ہیں اگر بھولے سے رہ جائیں تو قضاء پڑھے جائیں گے۔

حدیث نمبر۱۶:

عن حماد قال أوتر وان طلعت الشمس. (مصنف عبدالرزاق ج۳،ص۱۰)

حضرت حمادؒ فرماتے ہیں کہ وتر پڑھو اگر چہ سورج طلوع ہو جائے (یعنی اگر قضاء پڑھنی پڑے تو پڑھو۔)

حدیث نمبر۱۷:

عن وبرة قال سالت ابن عمر عن رجل اصبح ولم يوتر قال ارأيت لو

نمت عن الفجر حتی تطلع الشمس الیس کنت تصلی کانه یقول یوتر.

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۲۹۰)

حضرت وبرہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص وتر پڑھے بغیر صبح کر دے تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا بتلاؤ اگر تم صبح کی نماز پڑھے بغیر سوتے رہو حتی کہ سورج طلوع ہو جائے تو کیا تم صبح کی نماز نہیں پڑھو گے گویا آپ یہ فرما رہے تھے کہ وہ شخص وتر پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۸:

عن الشعبی وعطاء والحسن و طاؤس و مجاهد قالو الا تدع الوتر وان طلعت الشمس. (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۲۹۰)

حضرت امام شعبی، حضرت عطاء، حضرت حسن بصری، حضرت طاؤس، حضرت مجاہد رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ وتر کو نہ چھوڑو اگرچہ سورج طلوع ہو جائے۔

حدیث نمبر ۱۹:

عن الشعبی قال لا تبدع الوتر ولو تنصف النهار.

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۲۹۰)

حضرت امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ وتر کو نہ چھوڑ اگرچہ نصف النہار ہی کیوں نہ ہو جائے۔

مسئلہ نمبر ۳:

نمازِ وتر کا وقت

حدیث نمبر ۱:

ابو تمیم الجیشانی سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن العاص نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا ابو بصرہ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ

تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے، تو اسے نماز عشاء اور نماز فجر کے درمیان پڑھو۔ الحدیث

(مسند احمد ج٦، ص٧، مستدرک حاکم ج٣، ص ٥٩٣، مجمع الزوائد ج٢، ص ٢٣٩، کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی الوتر نقلا عن الطبرانی فی الکبیر)

حدیث نمبر٢:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی رات کی آخری نماز وتر بناؤ۔

(بخاری ج١، ص ١٣٦، کتاب الوتر باب لیجعل آخر صلاته و ترا)

حدیث نمبر٣:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، صبح کرنے سے پہلے تم وتر پڑھ لو۔

(مسلم ج١، ص ٢٥٧، کتاب صلوة المسافرین، باب صلوة اللیل وعدد رکعات النبی صلی الله علیه وسلم)

حدیث نمبر٤:

حضرت جابرؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خوف کھاتا ہے کہ رات کے آخری حصہ میں (تہجد کے لئے) نہیں اُٹھ سکے گا، تو اسے شروع رات میں ہی وتر پڑھ لینا چاہیے اور جو شخص رات کے آخری حصہ میں اُٹھنے کی اُمید رکھتا ہے تو اُسے رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھنا چاہیے بلاشبہ رات کے آخری حصہ کی نماز فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے اور یہ بہتر ہے۔

(مسلم ج١، ص ٢٥٨، کتاب صلوة المسافرین، باب صلوة اللیل وعدد رکعات النبی صلی الله علیه وسلم)

مسئلہ نمبر۴:

تعدادوتر

تعدادوتر کی مختلف روایات ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عدد وتر کے بارے میں روایات بہت مختلف ہیں ایک رکعت سے لے کر سترہ رکعات کا ذکر روایات میں آیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی التلخیص الحبیر فی تخریج شرح الرفعی الکبیر ج ۲ ص ۱۴، باب صلوۃ التطوع میں امام شافعیؒ کے قول لم ینقل زیادۃ علی ثلاث عشرۃ (رقم ۵۱۴) کے تحت لکھتے ہیں

كانه اخذه من رواية ابى داؤد الماضية عن عائشه رضى الله عنها "ولا باكثر من ثلاث عشرة" وفيه نظر ففى حواشى، المنذرى قيل اكثر ما روى فى صلوٰة الليل سبع عشره وهى عدد ركعات اليوم والليلة و روى ابن حبان و ابن المنذر والحاكم من طريق عراك عن ابى هريرة مرفوعًا اوتر والخمس او بسبع او بتسع او باحدى عشره او باكثر من ذالك انتهى.

(بحوالہ درس ترمذی ج ۲، ص ۲۱۲)

ترجمہ: ایسا لگتا ہے کہ ابوداؤد کی حضرت عائشہؓ سے روایت کردہ حدیث (**ولا باكثر من ثلاث عشرة**) سے لیا گیا ہے اور اس میں نظر ہے کیونکہ منذری کے حواشی میں ہے کہ کہا گیا ہے کہ رات کی نماز میں سب سے زیادہ جو روایت کیا گیا ہے وہ سترہ رکعات ہیں اور یہ دن اور رات کی رکعات کے برابر ہے۔ اور ابن حبان اور ابن المنذر اور حاکم نے عراک کے واسطے سے حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے "وتر پڑھو پانچ، سات، نو، گیارہ یا اس سے زیادہ رکعات کے ساتھ" انتہی

حافظ ابن حجر کے اس کلام سے ثابت ہوا کہ ایۃ ر کے بارے میں تیرہ رکعات تک کا ذکر روایات میں آیا ہے۔ واللہ اعلم۔

آگے ہم تعداد وتر کی ایک ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

تیرہ رکعات وتر پڑھنا

حدیث:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ر ول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت وتر پڑھتے تھے۔ جب بوڑھے اور کمزور ہو گئے تو نو رکعات پڑھنے لگے۔

(نسائی کتاب قیام اللیل و تطوع النہار باب الوتر بثلاث عشرۃ رکعۃ)

اس حدیث سے تیرہ اور نو وتر پڑھنا ثابت ہوا۔

گیارہ رکعات وتر پڑھنا

حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور ان میں سے ایک رکعت وتر پڑھتے تھے پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔ (نسائی باب کیف الوتر باحدی عشرۃ رکعۃ)

نو رکعات وتر پڑھنا

حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے، پھر جب اللہ تعالیٰ پسند فرماتا رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا دیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اُٹھ کر) مسواک اور وضو فرماتے اور نو رکعات اس طرح پڑھتے کہ ان میں سے کسی کے آخر میں نہ بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت پر بیٹھتے

اللہ کی حمد کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور دعائیں مگر سلام نہ پھیرتے پھر نویں (رکعت) پڑھ کر بیٹھتے اور اللہ کی حمد وثنا فرماتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور دعائیں کرتے پھر اتنی آواز سے سلام کہتے کہ ہمیں سنائی دیتا پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔

(نسائی باب کیف الوتر بتسعٍ)

(یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب وتر نفل تھے)

سات رکعات وتر پڑھنا

حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے اور فربہ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سات وتر پڑھتے تھے۔الحدیث

(نسائی باب کیف الوتر بسبعٍ)

پانچ رکعات وتر پڑھنا

حدیث:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ یا سات وتر پڑھتے تو درمیان میں نہ سلام پھیرتے تھے اور نہ کلام فرماتے تھے۔

(نسائی باب کیف الوتر بخمس)

تین رکعات وتر پڑھنا

حدیث:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے۔پہلی رکعت میں سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى دوسری میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اور رکوع سے پہلے قنوت

پڑھتے تھے پھر جب فارغ ہوتے تو فراغت کے وقت تین دفعہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس "پاک ہے بادشاہ نہایت" پڑھتے آخری مرتبہ لمبا کر کے پڑھتے تھے۔

(نسائی باب ذکر اختلاف الفاظِ الناقلین لخبر ابی بن کعب فی الوتر)

حافظ محمد امین غیر مقلد لکھتے ہیں

وتر پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تین وتر ایک سلام سے پڑھے جائیں۔

(مترجم سنن نسائی ج ۳، ص ۵۰۸، دارالسلام)

ایک رکعت وتر پڑھنا

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھو۔ جب تمہارا ارادہ نماز ختم کرنے کا ہو تو فارکع بواحدۃٍ توتِرُ ایک رکعت وتر پڑھ لو۔ یہ رکعت تمہاری پڑھی ہوئی پوری نماز کو وتر بنا دے گی۔

(نسائی باب کیف الوتر بواحدۃ)

ناظرین ہم نے ایک سے لے کر تیرہ تک روایات بحوالہ یہاں پر نقل کر دی ہیں۔ جس سے آپ کو بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا کہ وتر کی تعداد صرف ایک کہنا کہاں تک درست ہے اور جن روایات سے ایک وتر ثابت کیا جاتا ہے ان کے جوابات مستقل عنوان کے تحت آگے آ رہے ہیں وہ وہاں پر دیکھ لیں۔

اب ہم ایک روایت اور نقل کرتے ہیں جس سے آپ کو معلوم ہو گا کہ ایک وتر بھی پڑھنے کی ضرورت نہیں صرف اشارہ کرنے ہی سے وتر ادا ہو جائے گا حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

ایک بھی ختم صرف اشارہ کر لینا ہی کافی ہے

حدیث:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

جس کا جی چاہے وہ وتر کی سات رکعتیں پڑھے، جس کا جی چاہے وہ وتر کی پانچ رکعتیں پڑھے اور جس کا جی چاہے وہ وتر کی تین رکعتیں پڑھے اور جس کا جی چاہے وہ ایک رکعت پڑھ لے اور جس کا جی چاہے وہ اشارہ کرے۔

(نسائی باب ذکر الاختلاف علی الزهری فی حدیث ابی ایوب فی الوتر)

ہم نے ہر قسم کی ایک ایک روایت نقل کر دی ہے تا کہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

تعدادِ وتر کی مختلف روایات میں تطبیق

حافظ ابن حجرؒ کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۸ فی شرح باب صلوۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل الخ میں ان روایات کے درمیان بہترین طریقہ سے تطبیق دی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ اللیل کا افتتاح رکعتین خفیفتین سے فرماتے تھے جو تہجد کے مبادی میں ہوتی تھیں) اس کے بعد آٹھ طویل رکعتیں ادا فرماتے تھے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل صلوٰۃ تہجد یہی رکعتیں ہوتی تھیں) پھر تین رکعتیں وتر کی پڑھتے تھے، پھر دو رکعت نفل کی بیٹھ کر ادا فرماتے تھے (جو وتر کی توابع میں سے ہوتی تھیں) اس کے بعد طلوع فجر کے ساتھ دو رکعتیں سنت فجر اس طرح کل سترہ رکعتیں ہو جاتی ہیں)

حضرات صحابہؓ نے جس وقت ان تمام رکعتوں کو بیان کرنا چاہا تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ "اوتر بسبع عشرۃ رکعۃ" پھر بعض اوقات بعض حضرات نے سنن فجر کو خارج کر دیا کیونکہ وہ درحقیقت صلاۃ اللیل نہ تھی اس لئے، انہوں نے کہا "اوتر بخمس عشرۃ رکعۃ" بعض حضرات نے شروع کی رکعتین خفیفتین کو اور وتر کے بعد کی نفلوں کو ساقط کر کے سنن فجر کو شمار کرتے ہوئے "اوتر بثلاث عشرۃ رکعۃ" کہہ دیا اور بعض حضرات نے شروع کے رکعتین خفیفتین اور وتر اور وتر کی بعد کی نفلوں کو ساقط کرنے کے ساتھ ساتھ فجر کی سنتوں

کو بھی خارج کر دیا تو انہوں نے ''احدی عشر رکعة'' کہہ دیا۔ پھر آخر عمر میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک بھاری ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات تہجد کی چھ رکعتیں پڑھیں اور وتر کی تین رکعتیں ان کے ساتھ مل کر کل نو رکعات ہو گئیں، بعض حضرات نے اس زمانہ کا عمل روایت کر دیا اور کہا اوتر بتسع پھر بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید کمی کی اور تہجد کی صرف چار رکعات پڑھیں بس اس زمانے کا عمل اوتر بسبع کے الفاظ سے بیان کیا گیا۔ (خلاصہ فتح الملہم) (بحوالہ درس ترمذی، ج ۲، ص ۲۱۳ تا ۲۱۵)

مسئلہ نمبر ۵:

وتر کی تین رکعتیں ہیں

تمہید:

ہر مسلمان جانتا ہے کہ فرائض اور سنت مؤکدہ کی رکعتیں مقرر ہوتی ہیں ان میں کسی کو اپنی مرضی سے کمی بیشی کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا البتہ نوافل کا حساب ایسا ہے کہ جتنا گڑ ڈالو گے اُتنا میٹھا ہوگا جتنے پڑھ لو اتنا ہی ثواب مل جائے گا۔

نماز وتر کے بارے میں احادیث میں کئی اختلاف ہیں۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز نفل ہے۔ مثلاً جتنی چاہے رکعتیں پڑھ لینا۔ سواری پر بیٹھ کر وتر پڑھ لینا وغیرہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز واجب ہے مثلاً تین ہی رکعت کا پڑھنا، سواری پر بیٹھ کر وتر کا جائز نہ ہونا۔ وتروں کی قضا کا ضروری ہونا۔ سفر میں بھی وتروں کا پڑھنا وغیرہ۔ احادیث میں اختلاف ہونے کی وجہ سے محدثین اور فقہاء میں بھی اختلاف ہوا۔ کسی نے اس نماز کو نفل کہا، کسی نے سنت کسی نے سنت مؤکدہ اور کسی نے واجب کہا کیونکہ کتاب وسنت میں ایسا کوئی واضح ثبوت نہیں ملتا کہ ایک ہی نماز کو کبھی نفل کی نیت سے ادا کر لیا جائے اور کبھی واجب کی نیت سے پڑھ لیا جائے اور نہ ہی صراحتاً کسی حدیث میں یہ ہے کہ پہلے یہ احکام تھے اور اب یہ ہیں جب حدیث میں یہ صراحت نہیں تو بنص حدیث حضرت معاذ رضی اللہ عنہ

یہاں اجتہاد کی گنجائش نقل آئی مجتہدین نے اپنے اپنے اجتہاد سے کسی ایک پہلو کو ترجیح دے لی۔اس بارہ میں احناف یہ کہتے ہیں کہ پہلے وتر نفل تھے اور تہجد میں شامل تھے بعد میں واجب ہو گئے تو پھر احکام بھی سخت ہو گئے اور رکعتوں کی تعداد بھی مقرر ہو گئی اور وہ کم سے کم تین رکعت ہیں۔اب تین رکعات وتر کی احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر۱:

عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه اخبره انه سأل عائشة رضی الله عنها کیف کانت صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی رمضان فقالت ما کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی ثلثا، الحدیث.

(بخاری ج۱،ص۱۵۴، مسلم ج۱،ص۲۵۴، نسائی ج۱،ص۱۹۱)

حضرت ابوسلمہؒ بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبریؒ کو خبر دی کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔پہلے چار رکعتیں پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین وطویل ہوتی تھیں، پھر چار رکعتیں پڑھتے کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر۲:

عن عبد الله بن عباس انه رقد عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فاستیقظ فتسوك وتوضا وهو یقول ان فی خلق السموات والأرض واختلاف اللیل والنهار الآیات لاولی الالباب فقرا هولاء الآیات حتی ختم

السورة ثم قام فصلى ركعتين فاطال فيهما القيام والركوع والسجود ثم انصرف فنام حتى نفخ ثم فعل ذالك ثلث مرات ست ركعات كل ذالك يستاك ويتوضا و يقرأ هولاء الآيات ثم اوتر بثلث، الحديث

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اپنی خالہ میمونہ کے گھر میں) سوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے مسواک کی وضو کیا اور یہ آیات تلاوت فرمائیں۔اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ سورت کے ختم تک، پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ دونوں رکعتوں میں قیام، رکوع اور سجود کو خوب لمبا کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو کر سو گئے یہاں تک کہ خراٹے بھرنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل تین بار کیا، سو کر اٹھتے مسواک اور وضو کر کے دو رکعت ادا فرماتے اور ہر دفعہ سورہ آل عمران کی آخری آیات تلاوت فرماتے اس طرح چھ رکعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائیں پھر تین رکعات وتر پڑھے۔

حدیث نمبر۳:

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل ثمان ركعت و يوتر بثلٰث ويصلي ركعتين قبل صلوٰة الفجر. (نسائی ج۱،ص۱۹۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو پہلے آٹھ رکعات پڑھتے پھر تین رکعات وتر پڑھتے پھر دو رکعت (سنت) فجر کی نماز سے پہلے پڑھتے۔

حدیث نمبر۴:

عن عامر الشعبي قال سألت ابن عباس وابن عمر كيف كان صلوة

رسول الله صلى الله عليه وسلم بالايل فقالا ثلاث عشرة ركعة ثمان ويوتر بثلث وركعتين بعد الفجر. (طحاوی ج۱،ص۱۹۲)

حضرت امام عامر شعبیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کو نماز کیسی ہوتی تھی، ان دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت پڑھتے تھے پہلے آٹھ رکعات (تہجد) پھر تین رکعات وتر پھر دو رکعت (سنت) صبح صادق کے بعد۔

حدیث نمبر۵:

اخبرنا ابو حنيفة حدثنا ابو جعفر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي ما بين صلوة العشاء الى صلوة الصبح ثلٰث عشرة ركعة ثمان ركعات تطوعًا وثلاث ركعات الوتر وركعتي الفجر. (موطاامام محمد ص۱۴۵)

حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت امام ابوحنیفہؒ نے خبر دی اور وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابوجعفرؒ نے حدیث بیان کی، فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر صبح کی نماز تک کے درمیان تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے آٹھ رکعات نفل (تہجد) تین رکعات وتر اور دو رکعت فجر کی سنت۔

حدیث نمبر۶:

عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الليل مثنٰى مثنٰى فاذا اردت ان تنصرف فاركع ركعة توتر لك ما صليت قال القاسم ورأينا اناسا منذ ادركنا يوترون بثلث، الحديث. (بخاری ج۱ص۱۳۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہوتی ہے پھر جب تمہارا فارغ ہو کر جانے کا ارادہ ہو تو ایک رکعت اور پڑھ لو یہ تمہاری پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی، حضرت قاسمؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے لوگوں

کو دیکھا جب سے ہم نے ہوش سنبھالا کہ وہ وتر تین رکعات ہی پڑھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی تین رکعات وتر کے قائل تھے

حدیث نمبر ۷:

عن عقبة بن مسلم قال سألت ابن عمر عن الوتر فقال اتعرف وتر النهار قلت نعم صلوة المغرب قال صدقت و احسنت. (طحاوی ج ا ص ۱۹۲)

حضرت عقبہ بن مسلمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وتروں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم دن کے وتر جانتے ہو میں نے کہا جی ہاں نماز مغرب، آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا اور خوب کہا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تین وتر کے قائل تھے

حدیث نمبر ۸:

عن عمر بن الخطاب انه قال ما احب انی ترکت الوتر بثلث وان لی حمر النعم. (مؤطا امام محمد ص ۱۴۵)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے پسند نہیں کہ میں تین رکعات وتر چھوڑ دوں چاہیے مجھے اس کے بدلے سرخ اونٹ کیوں نہ ملیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے

حدیث نمبر ۹:

عن زاذان عن علی انه کان یوتر بانا انزلناه فی لیلة القدر واذا زلزلت و قل هو الله احد. (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۳۴)

حضرت زاذانؒ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ وتروں میں انا انزلناه فی لیلة القدر. اذا زالت الارض اور قل هو الله احد پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰:

عن السائب بن یزید ان ابی بن کعب کان یوتر بثلث.

(مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۳۶)

حضرت سائب بن یزیدؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۱:

عن علقمة قال اخبرنا عبد الله بن مسعود اهون ما یکون الوتر ثلث رکعات. (موطا امام محمد ص ۱۴۶)

حضرت علقمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خبر دی ہے کہ وتر کی کم سے کم تین رکعتیں ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲:

عن انس قال الوتر ثلث رکعات و کان یوتر ثلث رکعات.

(طحاوی ج ۱، ص ۲۰۲)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعات ہیں اور آپ وتر تین رکعات ہی پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳:

عن ابی منصور قال سألت عبد الله بن عباس عن الوتر فقال ثلث.

(طحاوی ج ۱، ص ۱۹۹)

حضرت ابو منصورؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے وتروں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا تین رکعات) ہیں۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بھی وتر تین رکعات پڑھتے تھے

حدیث نمبر۱۴:

عن ابی غالب ان ابا امامة کان یوتر بثلٰث.

(طحاوی ج۱ص۲۰۰، مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ص۲۹۳)

حضرت ابوغالبؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ بھی وتر تین رکعات پڑھتے تھے

حدیث نمبر۱۵:

عن سعید بن جبیر انه کان یوتر بثلٰث ویقنت فی الوتر قبل الرکوع.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۲،ص۲۹۴)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے اور دعاء قنوت وتر میں رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

حضرت علقمہ رحمہ اللہ بھی تین رکعات وتر کے قائل تھے

حدیث نمبر۱۶:

عن علقمة قال الوتر ثلث. (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ص۲۹۴)

حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعات ہیں۔

مخالف روایات پر ایک نظر
یعنی ایک رکعت وتر کے دلائل اور ان کے جوابات

(از مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک اور حضرات صحابہؓ وتابعین کا تعامل وتوارث معلوم ہو جانے کے بعد ان روایات کی تشریح بھی ضروری ہے جن سے فریق مخالف استدلال کرتا ہے۔ اس قسم کی روایات حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہیں ذیل میں ہر روایت کی صحیح تشریح کی جاتی ہے۔

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا:

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وارضاہا کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے "أعلم أهل الأرض بوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم" فرمایا ہے۔ یعنی روئے زمین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کی سب سے زیادہ عالم۔ (صحیح مسلم ج۱،ص ۲۵٦) وتر کے بارے میں حضرت عائشہؓ کی حدیث ان سے متعدد راویوں نے مختلف طرق اور مختلف الفاظ سے نقل کی ہے، بعض حضرات نے ان مختلف الفاظ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کی تین مختلف صورتیں قرار دیا ہے۔ حالانکہ اگر تمام طرق کو جمع کیا جائے تو قدر مشترک یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعتیں دو قعدوں اور ایک سلام کے ساتھ پڑھتے تھے۔ سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کی حدیث کے طرق پر غور کیا جاتا ہے۔

روایت سعد بن ہشام:

صحیح مسلم ج۱،ص ۲۵٦ میں سعد بن ہشام انصاری کی روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا۔

انبئینی عن وتر رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقالت کنا نعد له سواکه، وطهورهٗ، فیبعثه الله ما شاء ان یبعثه من اللیل فیتوسك ویتوضأ ویصلی تسع رکعات لا یجلس فیها لا فی الثامنة فیذکر الله ویحمدہٗ ویدعوه ثم ینهض ولا یسلم ثم یقوم فیصلی التاسعه ثم یقعد فیذکر الله ویحمده ویدعوه ثم یسلم تسلیمًا یسمعنا ثم یصلّی رکعتین بعد ما یسلّم وهو قاعد فتلك احدٰی عشرة رکعةً یا بنیّ فلمّا اسن نبی الله صلّی اللّٰه علیه وسلّم واخذہٗ اللحم اوتر بسبع وصنع فی الرکعتین مثل صنیعه فی الاوّل فتلك تسع یا بنیّ.

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں بتائیے، فرمایا، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک اور پانی تیار کر رکھتے تھے۔ رات کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ آپ کو بیدار کرتے تو آپ مسواک کرتے، وضو کرتے اور نو رکعتیں پڑھتے۔ ان میں صرف آٹھویں رکعت پر بیٹھتے۔ پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، حمد وثنا کرتے، دعائیں مانگتے پھر سلام پھیرے بغیر اٹھ جاتے، پھر نویں رکعت پر بیٹھتے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے حمد وثنا کرتے، دعا کرتے، پھر اس طرح سلام پھیرتے کہ ہمیں سن جاتا۔ پھر سلام کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے۔ پس یہ کل گیارہ رکعتیں ہوئیں۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سن رسیدہ ہو گئے اور بدن بھاری ہو گیا تو سات رکعت وتر پڑھا کرتے تھے اور دو رکعتیں اسی طرح پڑھتے تھے۔ جس طرح پہلے پڑھا کرتے تھے۔ پس یہ کل نو رکعتیں ہوئیں۔

اس روایت سے بعض حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ پہلے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نو رکعتیں پڑھتے تھے اور صرف آٹھویں رکعت پر قعدہ فرماتے تھے اور نویں رکعت پر سلام پھیرتے تھے اور آخری زمانے میں سات وتر پڑھتے تھے۔ ان میں چھٹی رکعت پر بغیر سلام کے قعدہ کرتے اور ساتویں پر سلام پھیرتے تھے۔

حالانکہ ٹھیک یہی حدیث اسی سند سے نسائی ج ۱، ص ۲۴۸، مؤطا امام محمد ص ۱۵۱، طحاوی ج ۱ ص ۱۳۷، محلی ابن حزم ج ۲، ص ۴۸، ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۵، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۰۴، دار قطنی ص ۱۷۵، بیہقی ج ۳ ص ۳۱، میں بایں الفاظ ہے۔

كان النبى صلى الله عليه وسلم لا يسلم فى ركعتى الوتر.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

اور مستدرک حاکم ج ۱، ص ۳۰۴ میں یہی حدیث ان الفاظ سے ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يسلم الا فى آخرهن.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھا کرتے تھے۔ اور صرف ان کے آخر میں سلام پھیرا کرتے تھے۔

اور مسند احمد ج ۶ ص ۱۵۶ میں سعد بن ہشام کی یہی حدیث ان الفاظ میں ہے۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلى العشاء دخل المنزل ثم صلى ركعتين ثم صلى بعدهما ركعتين اطول منهما ثم اوتر بثلاث لا يفصل بينهن ثم صلى ركعتين وهو جالس.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ عشاء سے فارغ ہو کر گھر میں تشریف لاتے تو پہلے دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر دو رکعتیں ان سے طویل پڑھتے۔ پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے۔ ایسے طور پر کہ ان کے درمیان سلام کا فصل نہیں کرتے تھے، پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

یہ ایک ہی راوی کی روایت کے مختلف الفاظ ہیں۔ ان تمام طرق والفاظ کو جمع کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ

الف:...... سعد بن ہشام کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے جن میں وتر اور وتر کے بعد کے دو نفل بھی شامل تھے۔

ب:...... ہر دو رکعت پر قعدہ کرتے تھے۔

ج:...... ان میں تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں۔

د:...... وتر کی دو رکعتوں پر قعدہ کرتے تھے مگر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

ہ:...... وتر کے بعد بیٹھ کر دو نفل پڑھتے تھے۔

اس تفصیل سے واضح ہو جاتا ہے کہ صحیح مسلم میں سعد بن ہشام کی روایت میں جن نو رکعتوں کا ذکر ہے ان میں چھ رکعتیں تہجد کے نوافل تھے۔ اور تین رکعتیں وتر کی مگر روایت میں وتر سے ماقبل و مابعد کے نوافل کو ملا کر ذکر کر دیا گیا جس سے اشکال پیدا ہوا۔ چونکہ ان کا سوال صلوۃ اللیل کے بارے میں نہیں بلکہ وتر کے بارے میں تھا۔ اس لیے جواب میں حضرت ام المؤمنینؓ نے صلاۃ اللیل کی رکعات کو تو اجمالاً بیان فرمایا۔ اور ان رکعات میں سے جو رکعات وتر کی تھیں ان کی تفصیل بیان فرمائی کہ آٹھویں رکعت پر جو وتر کی دوسری رکعت تھی، قعدہ فرماتے تھے، مگر سلام نہیں پھرتے تھے، اور نویں رکعت پر جو وتر کی تیسری رکعت تھی۔ سلام پھیرتے تھے۔ اسی مضمون کو سعد بن ہشام کی دوسری روایات میں بیان فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ پس صحیح مسلم کی روایت میں حضرت ام المومنینؓ کا یہ ارشاد کہ نو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان میں نہیں بیٹھتے تھے مگر آٹھویں ہیں۔ پس ذکر و حمد اور دعا کے بعد اُٹھ جاتے تھے۔ اور سلام نہیں پھیرتے تھے۔ بلکہ نویں رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے تھے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان آٹھ رکعتوں میں قعدہ ہوتا ہی نہیں تھا۔ کیونکہ یہ مضمون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی احادیث کے خلاف ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آٹھویں رکعت پر بغیر سلام کے جو قعدہ فرماتے تھے۔ پہلی رکعتوں میں ایسا قعدہ نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ ماقبل کی رکعتوں میں ہر دوگانہ پر سلام پھیرتے تھے۔ مگر چونکہ ساتویں اور آٹھویں رکعت کو نویں رکعت کے ساتھ ملا کر تین وتر پڑھنا مقصود ہوتا تھا اس لیے آٹھویں رکعت پر قعدۂ سلام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ قعدہ کرنے کے بعد سلام پھیرے بغیر اٹھ جاتے تھے۔ اس تقریر کے بعد سعد بن

ہشام کی روایات متفق ہو جاتی ہیں۔اوران کے درمیان کوئی اختلاف نہیں رہتا۔اورایک ہی راوی کی روایت ایک ہی سند سے مختلف الفاظ میں مروی ہوتو اس کو متعدد واقعات پر محمول کر کے یہ سمجھ لینا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایسا کرتے ہوں گے اور کبھی ایسا کرتے ہوں ہوں صحیح طرز فکر نہیں ہے کیونکہ یہ ایک ہی واقعہ کی مختلف تعبیرات ہیں ایک ہی واقعہ کو جب نقل کرنے والے مختلف الفاظ اور مختلف انداز میں نقل کریں تو وہ متعدد واقعات نہیں بن جاتے۔

روایت عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وتر کی نماز نقل کرنے والوں میں سے ایک ان کے خواہر زادہ حضرت عروہ بن زبیرؓ ہیں حضرت عائشہؓ سے ان کی روایت بھی مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

ایک روایت میں ہے۔

یصلی باللیل احدی عشرة رکعة یوتر منها بواحدة فاذا فرغ منها اضطجع علی شقه الایمن حتی یأتیه المؤذن فیصلی رکعتین خفیفتین.
(صحیح مسلم ج۱،ص۲۵۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ان میں سے ایک رکعت سے وتر کیا کرتے تھے۔اس سے فارغ ہوتے تو داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک موذن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تو دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

دوسری روایت میں ہے:

یصلی فیما ان یفرغ من صلاة العشاء إلی الفجر احدی عشرة رکعة یسلم بین کل رکعتین ویوتر بواحدة فاذ اسکت المؤذن من صلاة الفجر وجاءه وتبین له الفجر وجاء المؤذن قام فرکع رکعتین خفیفتین ثم اضطجع علی شقه الایمن حتی یأتیه المؤذن للاقامة. (صحیح مسلم ج۱ص۲۵۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا سے فارغ ہونے سے لے کر فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ہر دو رکعت کے درمیان سلام پھیرتے اور ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے پھر جب مؤذن اذان فجر سے فارغ ہو کہ آپ کے پاس آتا۔ اور صبح روشن ہو جاتی تو دو ہلکی سی رکعتیں پڑھتے۔ پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک موذن اقامت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا۔

تیسری روایت میں ہے:

کان یصلی من اللیل ثلٰث عشرۃ رکعۃ ثم یصلی اذا سمع النداء رکعتین خفیفتین. (طحاوی ج ۱ ص ۱۳۸)

رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ پھر جب فجر کی اذان سنتے تو دو ہلکی سی رکعتیں پڑھتے۔

چوتھی روایت میں ہے۔

یصلی من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ یوتر من ذالک بخمس ولا یجلس فی شئی الا فی آخرھا (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴)

رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ان میں سے پانچ کے ساتھ وتر پڑھتے اور ان پانچ میں نہیں بیٹھتے تھے مگر ان کے آخر میں۔

اور پانچویں روایت میں ہے۔

کان یصلی ثلاث عشرۃ رکعۃ برکعتی الفجر. (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر سمیت تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عروہؒ کی ان روایات میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری احادیث سے بھی متعارض نظر آتی ہیں مگر ہمارے نزدیک نہ یہ روایات متعارض ہیں اور نہ متعدد واقعات پر محمول ہیں۔ بلکہ ایک ہی واقعہ کی مختلف تعبیرات ہیں۔

چنانچہ جس روایت میں فرمایا گیا ہے کہ گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے اور دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے، اور ایک رکعت سے وتر کیا کرتے تھے۔ اس میں دو حکم الگ الگ ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک ہر دو رکعت پر بیٹھنا اور دوسرے ایک رکعت کو ماقبل کے دوگانہ کے ساتھ ملا کر وتر بنانا پہلا حکم وتر سے قبل کی آٹھ رکعتوں سے متعلق ہے۔ اور دوسرا حکم وتر کی تین رکعات سے متعلق ہے، پس روایت کا یہ مطلب نہیں کہ وتر کی تنہا ایک رکعت پڑھتے تھے بلکہ یہ مطلب ہے کہ گیارہویں رکعت کو ماقبل کے دوگانہ سے ملا کر وتر بناتے تھے اگر کسی شخص نے ایک وتر کا نظریہ پہلے سے ذہن میں نہ جما رکھا ہو تو ہم نے اس روایت کا جو مطلب بیان کیا ہے وہ روایت کے سیاق وسباق۔ سے بالکل واضح ہے۔ جس پر صاف اور صریح قرینے موجود ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی متواتر روایات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھا کرتے تھے۔ اور خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ صرف تین رکعت وتر نہیں ہونے چاہئیں، بلکہ اس سے قبل دو یا چار رکعتیں ضرور پڑھنی چاہئیں۔ الغرض جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعدد حضرات کی صحیح روایات موجود ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھا کرتے تھے تو حضرت عروہؒ کی روایت کو بھی اسی پر محمول کرنا لازم ہوگا۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ خود حضرت عروہؒ کا فتویٰ فقہائے سبعہ کے فتویٰ میں گزر چکا ہے۔

الوتر ثلاث لا یفصل بینھن بسلام.

وتر کی تین رکعتیں ہیں جن کے درمیان سلام کے ساتھ فصل نہیں کیا جاتا۔

اب اگر ان کی روایت "**یوتر بواحدة**" کا مطلب یہ ہوتا کہ تنہا ایک وتر پڑھتے تھے تو ان کا فتویٰ قطعاً یہ نہ ہوتا۔ پس ان کی روایت کا صحیح مطلب وہی ہوگا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باقی احادیث کے بھی مطابق ہے۔ اور خود حضرت عروہؒ کے اپنے فتویٰ کے بھی موافق ہے۔

اور جس روایت میں یہ ہے کہ پانچ رکعت وتر پڑھتے تھے، ان کے صرف آخر میں بیٹھتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان پانچ رکعتوں میں نہ تو قعدہ کرتے تھے۔ اور نہ سلام

پھیرتے تھے کیونکہ یہ مطلب خود حضرت عروہؒ ہی کی گزشتہ روایت کے خلاف ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے اور ایک ہی راوی کی ایک ہی سند سے روایت شدہ حدیث کو الگ الگ واقعات پر محمول کرنا قطعاً غیر موزوں ہے۔ بلکہ اس کا صحیح مطلب جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث اور خود حضرت عروہؒ کی روایت اور فتویٰ کے مطابق ہے...... یہ ہے کہ صلوٰۃ اللیل کی کل تیرہ رکعتیں ہوتی تھیں۔ ان میں سے چھ رکعتوں کے درمیان تو وقفہ فرماتے تھے۔ لیکن پانچ رکعتیں ایک ساتھ پڑھتے تھے، پہلے دو نفل اور پھر تین وتر ان کے درمیان وقفہ نہیں ہوتا تھا بلکہ یہ پانچ رکعتیں پڑھ کر بیٹھتے تھے۔ الغرض اس روایت میں وتر سے پہلے کی دو رکعتوں پر سلام پھیرنے کی نفی نہیں۔ نہ وتر کے پہلے قعدہ کی نفی ہے۔ بلکہ ان پانچ رکعتوں کی موالات کو بیان کرنا منظور ہے کہ ان کے درمیان وقفہ نہیں فرماتے تھے۔ بلفظ دیگر یوں کہہ لیجئے کہ اس روایت میں جلوس فی الصلوٰۃ کی نفی نہیں۔ بلکہ جلوس بعد السلام کی نفی ہے اور اس کی نظیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہر وعصر اور مغرب وعشا کے جمع کرنے کو یوں تعبیر فرمایا۔

صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم ثمانيًا جميعًا وسبعًا جميعًا.

(صحیح مسلم ج ا، ص ۲۴۶)

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ رکعتیں اکٹھی اور سات رکعتیں اکٹھی پڑھی ہیں۔

اب اس کا مطلب کوئی عاقل یہ نہیں سمجھے گا کہ ظہر وعصر کی آٹھ رکعتیں اور مغرب وعشا کی سات رکعتیں ایک ہی سلام اور ایک ہی قعدہ کے ساتھ پڑھی ہوں گی، بلکہ مقصود یہ ہے کہ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں میں ایسا وقفہ نہیں فرمایا جو عام طور پر ہوتا ہے۔ اسی طرح زیر بحث روایت کا مطلب سمجھنا چاہیے کہ یہاں پانچ رکعتوں میں وقفہ جلوس کی نفی ہے، سلام یا قعدہ کی نفی نہیں۔

ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۱ میں عروہؒ کی روایت میں ہے:

كان يوتر بركعة وكان يتكلم بين الركعتين والركعة.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے تھے اور دو رکعتوں اور اور ایک رکعت کے درمیان کلام فرماتے تھے۔

اس روایت میں ''یوتر برکعۃ'' کا مطلب تو وہی ہے جو اوپر ذکر کر چکا ہوں یعنی گیارہویں رکعت کو ماقبل کی دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر تین وتر پڑھتے تھے۔ اور دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان جو کلام کرنے کا ذکر ہے اس سے مراد بعد کی دو رکعتیں ہیں۔ جیسا کہ دیگر روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مروی ہے کہ وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عمرۃ بنت عبدالرحمٰن، عبداللہ بن ابی قیس اور عبدالعزیز بن جریج بھی وتر کی حدیث نقل کرتے ہیں، اور ان میں تین وتر کی صراحت موجود ہے۔ اسود بن قیس، مسروق بن اجدع اور یحییٰ بن جزار بھی روایت کرتے ہیں، ان کی روایات میں تین وتر کی اگرچہ صراحت نہیں لیکن ان روایات کو دوسری روایات کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو تین ہی وتر نکلیں گے۔ الغرض حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو باتفاق اہل علم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کی سب سے زیادہ عالم ہیں، ان کی تمام روایات کو جمع کیا جائے تو میزان تین ہی وتر نکلتی ہے۔ اور سعد بن ہشام اور عروہ بن زبیر کی جن ایک دو روایتوں سے اس کے خلاف کا وہم ہوتا ہے ان کا صحیح مطلب اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔

یہاں اس امر پر بھی تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد (صلاۃ اللیل) کی رکعات میں تو کمی بیشی ہو جاتی تھی مگر تین وتر میں کوئی تغیر نہیں ہوتا تھا۔ اس کو بھی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے واضح فرما دیا ہے۔ چنانچہ سعد بن ہشام، مسروق بن

اجدع اور یحییٰ بن جزار کی روایت میں کبر سنی سے پہلے اور بعد کی نماز کا فرق بیان فرمایا گیا ہے۔مگر وتر دونوں جگہ تین ہیں اور عبداللہ بن ابی قیس کی روایت میں ہے۔

باربع و ثلاث وست و ثلاث و ثمان و ثلاث.

(ابوداؤد ج ا ص ۱۹۳، طحاوی ج ا ص ۱۳۹)

چار اور تین، چھ اور تین اور آٹھ اور تین۔

یعنی تہجد کی رکعتیں بھی چار، کبھی چھ اور کبھی آٹھ ہوتی تھیں۔مگر وتر بہر صورت تین رہتے تھے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کی رکعات میں بھی کوئی تغیر ہوتا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا اسے بھی ضرور بیان فرماتیں خصوصاً جب کہ عبداللہ بن ابی قیس کا سوال وتر کے بارے میں تھا چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

سالت عائشة رضی الله عنها بکم کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یوتر.

میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

اگر وتر کے بارے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مختلف ہوتی تو اس موقعہ پر ام المومنین رضی اللہ عنہا اس کا اظہار ضرور فرماتیں۔رکعات تہجد میں کمی بیشی کو بیان کرنا اور وتر کی رکعات کو بہر صورت تین بیان کرنا اس امر کی صاف اور واضح دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی معمول تین رکعات وتر تھا۔اور اس میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی۔**والله یقول الحق وهو یهدی السبیل.**

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک رات اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اسی مقصد کے لیے قیام کیا تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام لیل کا

مشاہدہ کریں۔ ان کی یہ روایت بھی مختلف طرق اور مختلف الفاظ میں مروی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

والحاصل ان قصة مبيت ابن عباس رضى الله عنهما يغلب على الظن عدم تعددها، فلهذا ينبغى الاعتناء بالجمع بين مختلف الروايات فيها ولا شك ان الاخذ بما اتفق عليه الاكثر والا حفظ اولى مما خالفهم فيه من هو دونهم ولا سيما ان زاد او نقص. (فتح البارى ج٢ ص ٣٨٨ مطبعه بهيه مصر)

حاصل یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کاشانۂ نبوت میں رات گزارنے کا واقعہ غالب خیال یہ ہے کہ ایک ہی بار کا ہے۔ اس لیے اس سلسلہ میں جو مختلف روایات وارد ہیں ان کو جمع کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے اور کوئی شک نہیں کہ جس حصہ پر اکثر اور احفظ متفق ہوں وہ اولیٰ ہوگا۔ بہ نسبت ان راویوں کے جو ان سے فروتر ہوں خصوصاً جب کمی زیادتی ہو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے متعدد راوی تین وتر کی تصریح کرتے ہیں مثلاً:

۱......ابن عباس رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے علی بن عبداللہ کی روایت میں ہے۔

ثم اوتر بثلاث (صحیح مسلم ج۱ ص۲۶۱، نسائی ج۱ ص۲۴۹، طحاوی ج۱ ص۱۴۰)

پھر آپ نے تین وتر پڑھے۔

یحییٰ بن الجزار کی روایت میں ہے۔

كان يصلى من الليل ثمان ركعات ويوتر بثلاث و يصلى ركعتين قبل صلوٰة الفجر. (نسائی ج۱ ص۲۴۹، طحاوی ص۱۴۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات میں آٹھ رکعتیں پڑھتے تین وتر پڑھتے تھے۔ اور دو رکعتیں نماز فجر سے پہلے پڑھتے تھے۔

۳......کریب مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے:

فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين بعد العشاء ثم ركعتين

ثم ركعتين ثم ركعتين، ثم اوتر بثلاث. (طحاوی ج ۱ ص ۱۴۱)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں پھر تین وتر پڑھے۔

اور صحیحین میں کریب کی روایت سے ہے۔

فصلی ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم اوتر. (بخاری ج ۱ ص ۱۳۵، مسلم ج ۱ ص ۲۶۰)

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو، پھر دو، پھر دو، پھر دو، پھر دو، پھر وتر پڑھے۔

چونکہ علی بن عبداللہ یحیٰی بن جزار اور خود کریب کی مذکورہ روایت میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ اس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین وتر پڑھے تھے۔ اس لیے صحیحین کی روایت میں جو چھ مرتبہ دو دو رکعت کا ذکر کرنے کے بعد "ثم اوتر" آتا ہے اس کا یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماقبل کے دوگانہ کے ساتھ ایک رکعت ملا کر تین وتر پڑھے جیسا کہ اوپر عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں اس کی تقریر گزر چکی ہے۔

خود حافظ نے بھی فتح الباری ج ۲ ص ۳۸۸ میں یحیٰی بن جزار کی روایت کو ناطق قرار دے کر اس کے حوالے سے صحیحین کی اس روایت میں تاویل کی ہے۔

الغرض جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعدد راوی اس پر متفق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات تین وتر پڑھے تھے۔ اور خود کریبؒ کی ایک روایت میں بھی اس کی صراحت موجود ہے تو کریب کی وہ روایت جس میں دونوں احتمال نکل سکتے ہیں۔ اس کو بھی اسی پر محمول کرنا لازم ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت ماقبل کے دوگانہ سے ملا کر تین وتر پڑھے۔ اسے ایک وتر پر محمول کرنا کسی صورت میں بھی درست نہیں۔

کریبؒ کی زیر بحث روایت کے مماثل ایک روایت صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۶۲، اور ابوداؤد ج ۱

ص ۱۹۳ میں حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں چھ مرتبہ دو دو رکعتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے۔ "ثم اوتر" جو مطلب اوپر کریبؒ کی روایت کا بیان کیا گیا وہی مفہوم اس کا بھی ہے یعنی تیرھویں رکعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماقبل کے دوگانہ کے ساتھ ملا کر پڑھی۔ اور اس کا قرینہ طحاوی ج ۱ ص ۱۴۲ کی روایت ہے اس میں پانچ مرتبہ دو دو رکعتوں کا ذکر کر کے فرمایا گیا ہے۔ "ثم اوتر" (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے) گویا طحاوی کی روایت میں آخری دو رکعتوں کو تیسری رکعت کے ساتھ ملا کر وتر میں شامل کر دیا گیا اور مسلم اور ابوداؤد کی روایت میں وتر کی تین رکعتوں میں سے دو کو الگ اور ایک کو الگ ذکر کر دیا گیا، پس یہ محض تعبیر کا اختلاف ہے۔ نفس واقعہ بہر صورت ایک ہے۔ اور وہ ہے تین وتر۔

۴...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سعید بن جبیر کی روایت میں ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث الخ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

یہ پوری حدیث اوپر احادیث کے ضمن میں نمبر ۱۱ پر بحوالہ ذکر کر چکا ہوں اور وہاں یہ بھی ذکر کر چکا ہوں کہ اس مضمون کی متواتر احادیث دس سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مروی ہیں۔

اور صحیح بخاری ج ۱ ص ۹۷ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سعید بن جبیر کی روایت ہے۔

فصلى اربع ركعات ثم نام ثم قام فجئت فقمت عن يساره فجعلني عن يمينه فصلى خمس ركعات ثم صلّى ركعتين.

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعات پڑھیں پھر سو گئے پھر اٹھے، میں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دائیں جانب کر لیا۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں (سنت فجر) پڑھیں۔

اس روایت میں کوئی شخص نہیں کہے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی چار رکعتیں ایک ہی قعدہ اور ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھی ہوں گی اسی طرح آخری پانچ رکعات کے بارے میں نہیں کہا جائے گا کہ انہیں ایک ہی قعدہ اور ایک ہی سلام کے ساتھ ادا فرمایا تھا بلکہ سعید بن جبیر کی گزشتہ بالا روایت کے پیش نظر ہر شخص اس کا یہی مطلب سمجھے گا کہ دو رکعتیں الگ پڑھیں اور تین رکعتیں (وتر) الگ......راوی کا مقصود یہ نہیں کہ ان پانچ رکعتوں میں نہ قعدہ تھا نہ سلام بلکہ مقصود ان پانچ رکعتوں کی موالات کو بیان کرتا ہے۔یعنی جس طرح پہلی چار رکعتیں لگاتار پڑھی تھیں ان کے درمیان وقفہ نہیں فرمایا تھا اسی طرح یہ پانچ رکعتیں بھی لگاتار بغیر وقفہ کے پڑھی تھیں۔

اسی مضمون کو ابوداؤد ج اص ۱۹۲ کی روایت میں یوں تعبیر کیا ہے۔

ثم اوتر بخمس لم يجلس بينهن.

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے پانچ رکعتوں کے ساتھ ان کے درمیان میں نہیں بیٹھے۔

مطلب یہ کہ پہلے دو رکعتیں پڑھیں، پھر تین وتر۔اور ان کے درمیان وقفہ نہیں فرمایا۔ چونکہ یہ پانچ رکعتیں بغیر وقفہ کے تھیں اس لیے مجموعہ پر وتر کا اطلاق کر دیا گیا اور وتر کے ساتھ نوافل پر "وتر" کا اطلاق بکثرت ہوا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قصہ کی تمام روایات کو جمع کیا جائے تو ان میں سے متعدد روایات میں تین وتر کی تصریح ہے اور باقی روایات اس کے لیے محتمل ہیں، اس لیے ان روایات کو بھی تین ہی وتر پر محمول کیا جائے گا۔ان کو الگ الگ واقعات پر محمول کر کے وتر کی مختلف صورتیں قرار دینا کسی طرح بھی صحیح نہیں بلکہ جیسا کہ حافظؒ کے حوالے سے نقل کر چکا ہوں یہ ایک ہی واقعہ کی مختلف تعبیرات ہیں اور ایک ہی واقعہ کو اگر راوی مختلف عنوانات اور

مختلف تعبیرات سے بیان کریں تو اس سے کئی واقعات نہیں بن جایا کرتے اور نہ مختلف تعبیرات سے جواز وتر کی مختلف صورتیں پیدا ہوسکتی ہیں خصوصاً جب کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ اوپر نقل کر چکا ہوں کہ صرف تین وتر پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کے ساتھ دو چار نوافل ضرور پڑھنے چاہییں۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک وتر کی تین ہی رکعتیں ہیں اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کا مشاہدہ کیا تھا۔

حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یحییٰ بن جزار کی روایت ہے:

کان یصلی من اللیل احدیٰ عشرۃ رکعۃ فلما کبر وضعف اوتر بسبع.

(نسائی ج۱ص۲۵۱، ترمذی ج۱ص۶۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے مگر جب کبرسنی کی وجہ سے ضعف ہوگیا کو سات رکعتیں پڑھنے لگے۔

یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مطابق ہے اور یحییٰ بن جزار کی حدیث میں یہ تصریح گزر چکی ہے ان میں آٹھ رکعتیں نوافل کی اور تین وتر کی ہوتی تھیں۔ مگر مجموعہ صلوٰۃ اللیل کو لفظ ''وتر'' سے تعبیر کر دیا گیا جیسا کہ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کے ذیل میں اسحاق بن ابراہیم سے اس کی تصریح نقل کی ہے۔

انما معناہ انہ کان یصلی من اللیل ثلاث عشرۃ رکعۃ مع الوتر فنسبت صلوۃ اللیل إلی الوتر. (ترمذی ج۱ص۶۰)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات میں وتر سمیت تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اس لیے صلاۃ اللیل کی نسبت وتر کی طرف بھی کر دی گئی ہے۔

اور نسائی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت مقسم سے جو مروی ہے کہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بخمس و سبع لا یفصل

بینھما السلام و لا کلام. (ج ا ص ۲۴۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچ اور سات رکعات کے ساتھ وتر پڑھتے تھے۔ ان کے درمیان سلام وکلام کا فصل نہیں فرماتے تھے۔

اول تو اس کی سند مضطرب ہے، جیسا کہ امام نسائی نے اس کی تفصیل ذکر کی ہے کہ کبھی مقسم اسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کبھی ابن عباس رضی اللہ عنہما کا واسطہ ذکر کرتے ہیں، اور کبھی حضرت عائشہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما سے یہ قول منسوب کرتے ہیں۔

الوتر سبع فلا اقل من خمس.

وتر سات ہونے چاہییں ورنہ پانچ سے کم نہیں۔

ایسی مضطرب روایت متواتر روایات کے مقابلہ میں حجت نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اگر اس کو صحیح کہنا ہو تو اس میں تاویل کی جائے گی کہ ان پانچ یا سات رکعتوں میں بلند آواز سے سلام نہیں کہتے تھے۔ نہ کسی سے گفتگو فرماتے تھے۔ آخری رکعت سے فارغ ہو کر اس قدر بلند آواز سے سلام کہتے تھے کہ گویا گھر والے جاگ پڑیں گے۔ یہ مضمون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات میں صراحت سے آیا ہے اس لیے اس کو بھی اسی پر محمول کیا جائے گا۔

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما:

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

ان رجلا سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صلوۃ اللیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلٰوۃ اللیل مثنی مثنی فاذا خشی احد کم الصبح صلی رکعۃ واحدۃً توتر لہ ما قد صلی. (بخاری ج ا ص ۱۳۶، مسلم ج ا ص ۲۵۷)

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلٰوۃ اللیل کے بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہوتی ہے پھر جب تم میں سے ایک کو صبح

کا اندیشہ ہو جائے تو ایک رکعت پڑھ لے و اس کی پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔
اور صحیح مسلم ج ا ص ۲۵۷ بروایت ابی مجلز حضرت ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً مروی ہے۔

الوتر ركعة من آخر الليل.

وتر ایک رکعت ہے۔ رات کے آخری حصہ میں۔
صحیح مسلم کی یہ روایت مستقل حدیث نہیں بلکہ گزشتہ بالا حدیث ہی کا اختصار ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ ص ۸۳ پر یہ روایت یوں ہے۔

صلوة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة قبل الصبح.

رات کی نماز دو رکعت ہے۔ اور وتر ایک رکعت ہے صبح سے پہلے۔
بعض حضرات کو خیال ہوا ہے کہ یہ حدیث ایک وتر کے جواز پر نص صریح اور برہان قاطع ہے مگر یہ خیال صحیح نہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ حافظ ابن حجرؒ کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ وہ فتح الباری میں ہمیں اس کے جواب سے سبکدوش کر گئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

و تعقب بانه ليس صريحًا في الفصل فيحتمل ان يريد بقوله صلى ركعةً واحدةً اي مضافة الى ركعتين مما مضى. (فتح الباری ج ۲ ص ۳۸۵)

یہ حدیث ایک رکعت کے الگ پڑھنے میں صریح نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہو کہ گزشتہ دو رکعتوں کے ساتھ ایک اور رکعت ملا کر تین وتر پڑھے۔
شرح اس کی یہ ہے کہ وتر کا وتر (طاق) ہونا آخری رکعت پر موقوف ہے، جس کے ذریعہ نمازی اپنی نماز کو وتر (طاق) بنائے گا۔ اس کے بغیر خواہ ساری رات بھی نماز پڑھتا ہے، اس کی نماز وتر نہیں بن سکتی۔ اور نہ اس کے بغیر وتر کا وجود متحقق ہو سکتا ہے۔ اس حقیقت کے اظہار کے لیے فرمایا گیا۔

الوتر ركعة من آخر الليل.

وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری حصہ میں۔

اور یہ بالکل اسی طرح ہے جیسا کہ حج کے بارے میں فرمایا گیا۔

الحج عرفة. (جامع صغیر ج ا ص ۱۵۱، بحوالہ سنن اربعہ و مسند احمد وغیرہ)

جس کا مطلب یہ ہے کہ وقوف عرفات کے بغیر حج کی حقیقت متحقق نہیں ہوتی۔ لیکن کوئی عاقل اس کا یہ مطلب نہیں لے گا کہ حج کی پوری حقیقت بس وقوف عرفہ ہے۔ اس کے لیے نہ احرام کی ضرورت نہ دوسرے مناسک کی۔

اس طرح "**الوتر ركعة من آخر الليل**" کا مطلب یہ ہے کہ ماقبل کی نماز کے ساتھ جب تک ایک رکعت کو نہ ملایا جائے وتر کی حقیقت متحقق نہیں ہوگی۔ یہ مطلب نہیں کہ وتر کی پوری حقیقت ہی بس ایک رکعت ہے۔

اسی کو یوں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

صلوة الليل مثنى مثنى فاذا خشى احدكم الصبح صلى ركعة واحدة توتر له ما قد صلى.

رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ پس جب تم سے کسی کو صبح کے طلوع کا اندیشہ لاحق ہو جائے تو ایک رکعت اور پڑھ لے جو اس کی پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔

اس کا واضح مطلب اس کے سوا کیا ہے کہ دو دو رکعت پڑھتا جائے۔ جب صبح کے طلوع کا اندیشہ ہو تو آخری دوگانہ کے ساتھ ایک رکعت اور ملا لے، جس سے اس کی نماز وتر بن جائے گی جہاں تک نماز وتر کی پوری حقیقت کا تعلق ہے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی کی حدیث میں یوں بیان فرمائی گئی ہے۔

صلوة المغرب وتر النهار فاوتروا صلوة الليل.

مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں۔ پس رات کی نماز کو وتر بنایا کرو۔

یہ حدیث پہلے بحوالہ گزر چکی ہے، اور میں وہاں بتا چکا ہوں کہ شارع علیہ السلام کے ذہن میں نماز وتر کا ٹھیک وہی تصور ہے جو نماز مغرب کا ہے۔

اور پھر اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث خطبہ کے دوران برسرِ ممبر ارشاد فرمائی تھی۔ جیسا کہ "صحیح بخاری ج۱ ص ۶۸، باب الحلق والجلوس فی المسجد" میں اس کی تصریح ہے۔ اس کے باوجود جمہور صحابہؓ تین سے کم وتر کے قائل نہیں تھے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا یہ مطلب ہوتا کہ وتر کی بس ایک ہی رکعت ہوتی ہے یا یہ کہ ایک رکعت وتر بھی جائز ہے تو ان تمام اکابر صحابہؓ کو غلط فہمی نہیں ہوسکتی تھی، سامعین میں سے دو چار اگر مطلب نہ سمجھیں تو جائے تعجب نہیں لیکن جماہیر صحابہؓ کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ انہوں نے مطلب نہیں سمجھا ہوگا یا انہیں یہ حدیث نہیں پہنچی ہوگی قطعاً صحیح نہیں۔ اس سے اس یقین میں اضافہ ہوتا ہے کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا وہی ہے جو اکابر صحابہؓ نے سمجھا۔

اور یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ خود راوی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی تین ہی وتر کے قائل تھے۔ چنانچہ ان کی حدیث نقل کر چکا ہوں۔ اور ارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی مرفوع روایت گزر چکی ہے جسے امام مالکؒ نے موطا (الامر بالوتر) میں موقوفاً نقل کیا ہے۔

ان عبد الله بن عمر رضی الله عنهما کان یقول صلاة المغرب وتر النهار.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ نماز مغرب دن کے وتر ہیں۔

حدیث ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ:

نسائی ج۱ ص ۲۴۹، ابو داؤد ج۱ ص ۲۰۱، ابن ماجہ ص ۸۴ وغیرہ میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیوتر ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وتر واجب ہے ہر مسلمان پر پس جو شخص پانچ وتر

پڑھنا چاہے پڑھے اور جو تین وتر پڑھنا چاہے پڑھے۔اور جو ایک وتر پڑھنا چاہے پڑھے۔

حضرات شافعیہ اور جو حضرات ایک وتر کے جواز کے قائل ہیں سطحی نظر میں یہ روایت ان کی صریح دلیل بن سکتی تھی۔مگر اس میں چند وجہ سے کلام ہے۔

اول: یہ کہ اس میں کلام ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، یا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے حافظ التلخیص الحبیر ج ۲ ص ۱۳ میں لکھتے ہیں۔

وصح ابو حاتم والذهلي والدار قطني في العلل والبيهقي وغير واحد وقفة وهو الصواب.

ابوحاتم از علی، دار قطنی علل میں بیہقی اور بہت سے حضرات نے اس کو موقوفاً صحیح کہا ہے اور یہی درست ہے۔

یعنی صحیح یہ ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے۔حدیث مرفوع کی حثیت سے صحیح نہیں۔

دوم: یہ کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت دار قطنی نے اس طرح نقل کی ہے۔

الوتر حق واجب فمن شاء فليوتر بثلاث.

وتر واجب ہے۔پس جو چاہے تین ہی وتر پڑھ لیا کرے۔

حافظؒ التلخیص الحبیر ج ۲ ص ۱۳ میں اس کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔**ورجاله ثقات** اس طرح حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ایک رکعت وتر کا اضافہ محل نظر ہو جاتا ہے۔

سوم: اور نسائی ج ۱ ص ۲۴۹ کی ایک روایت میں سات اور پانچ کے عدد کے بعد یہ اضافہ ہے۔

ومن شاء اوتر بواحدة ومن شاء اومیٰ ایماءً.

اور جو چاہے ایک وتر پڑھ لیا کرے، اور جو چاہے اشارہ کرلیا کرے۔

اس روایت کو اس کے ظاہر پر محمول کیا جائے تو ایک وتر بھی حذف ہو جاتا ہے اور اشارہ پر کفایت کر لینے کا جواز نکل آتا ہے اور اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص رکوع وسجود پر قادر نہ ہو وہ اشارہ کرلیا کرے تو اسی قرینے سے ایک رکعت کا جواز بھی معذور کے لیے ہوگا کہ جو شخص تین رکعت پر قادر نہ ہو وہ ایک ہی وتر پڑھ لیا کرے۔ الغرض اول تو یہ حدیث مرفوع نہیں، بلکہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ پھر اس میں اضطراب ہے۔ بعض روایتوں میں پانچ، تین، ایک کا ذکر ہے۔ بعض میں سے صرف تین کا اور بعض میں اشارہ تک کی گنجائش دی گئی ہے۔ ایسی صورت میں یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ایک رکعت کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے۔

آخری بات:

تعداد وتر کا مسئلہ، اختصار کی پوری کوشش کے باوجود طویل ہو گیا۔ آخر میں اتنی گزارش مزید سن لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محض ایک رکعت وتر پڑھنا ثابت نہیں حافظ نے تلخیص میں امام رافعیؒ کے حوالے سے حافظ ابن الصلاح کا قول نقل کیا ہے۔

لا نعلم فی روایات الوتر مع کثرتها انه علیه الصلٰوة والسلام اوتر بواحدة فحسب. (ج۲ص۱۵)

وتر کی روایات کی کثرت کے باوجود ہمیں معلوم نہیں کہ کسی روایت میں آتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی صرف ایک رکعت وتر پڑھی ہو۔

حافظؒ نے ابن صلاح کے اس قول کی تردید میں ابن حبان کے حوالے سے کریب عن ابن عباسؓ کی اکلوتی روایت پیش کی ہے کہ

ان النبی صلی الله علیه وسلم اوتر برکعة.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھے۔

اپنے مذہب کی رعایت کے لیے حافظؒ کی مجبوری بلاشبہ لائق رحم ہے۔لیکن میں اوپر کریب عن ابن عباسؓ کی روایت کے ذیل میں بتا رہا ہوں کہ کریب، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کاشانۂ نبوت میں شب گزاری کے راوی ہیں۔اور کریب کی تمام روایات اسی قصہ کی حکایت ہیں اس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہی وتر پڑھے تھے۔جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعدد حضرات کی صحیح روایات موجود ہیں اور خود کریب کی صحیح روایت بھی ذکر کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہی وتر پڑھے تھے۔اس لیے حافظؒ کی یہ اکلوتی روایت جوانہوں نے ابن حبان کے حوالے سے نقل کی ہے اسی پر محمول ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت کو ماقبل کے دوگانہ کے ساتھ ملا کر تین وتر پڑھے۔

الغرض پورے ذخیرہ احادیث میں اس کا ثبوت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک رکعت وتر پر اکتفا فرمایا ہو۔اور جس کسی روایت سے ایسا وہم ہوتا ہے دیگر متواتر روایات سے اس وہم کا ازالہ ہو جاتا ہے۔البتہ اس سے انکار نہیں کہ بعض صحابہ وتابعین (رضوان اللہ علیہم) ایک رکعت وتر کے بھی قائل تھے۔بلاشبہ یہ حضرات اپنے اجتہاد کی بنا پر ماجور ہیں۔جس طرح قریب قریب ہر فقہی باب میں بعض شاذ آراء بھی ہوتی ہیں۔اسی طرح اس مسئلہ میں یہ رائے بھی شاذ ہے۔جادۂ مستقیمہ وہی ہے جس پر صحابہ وتابعین (علیہم الرضوان) کی اکثریت گامزن تھی کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔تاہم مناسب ہے کہ اس سلسلہ میں مزید ایک بات عرض کر دی جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے تراویح کی باقاعدہ جماعت کا اہتمام شروع ہوا، موطا امام مالک ص ۴۰ میں اس سلسلہ میں دو روایتیں نقل کی ہیں ایک گیارہ رکعت کی اور دوسری تئیس رکعت کی۔علامہ قسطلانیؒ شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔

وجمع البیھقی بینھما بانھم کانوا یقومون باحدی عشرۃ ثم قاموا

بعشرین واوتروا بثلاث وقد عدوا ما وقع فی زمن عمر رضی الله عنه کالاجماع. (ارشادالساری ج۳ص۴۲۶)

امام بیہقیؒ نے ان کے درمیان اس طرح تطبیق دی ہے کہ پہلے گیارہ رکعتوں کے ساتھ قیام کرتے تھے پھر بیس تراویح اور تین وتر کے ساتھ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہؓ کا جو تعامل رہا اس کو علماء نے بمنزلہ اجماع کے شمار کیا ہے۔

اور حافظ موفق ابن قدامہ المغنی ج۲ص۱۶۷ر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان آثار کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

وعن علی انه امر رجلا یصلی فی رمضان عشرین رکعة وهذا کالاجماع.

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو رمضان میں بیس تراویح پڑھانے کا حکم فرمایا، اور یہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے تعامل کو ''کالاجماع'' تصور کرتے ہوئے ائمہ اربعہ تراویح کی بیس رکعت پر متفق ہیں (اور ائمہ اربعہ کا کسی مسئلہ پر اتفاق بجائے خود اجماع کی دلیل ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ''الانصاف'' میں تحریر فرمایا ہے) ہماری گزارش یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جہاں تراویح کی بیس رکعت پر ''کالاجماع ہوا'' وہاں وتر کی تین رکعت پر یہی ''کالاجماع'' ہوا۔ اور جو حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم کے اجماعی تعامل کو لائق التفات سمجھتے ہیں نہ ائمہ اربعہ کے اتفاق کی قدر و قیمت کو سمجھتے ہیں، بلکہ تراویح کی آٹھ ہی رکعتوں کے قائل ہیں، وہ صحاح کی اس حدیث پر اعتماد کرتے ہیں جسے پہلے نقل کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی معمول رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعات کا تھا۔ آٹھ تراویح اور تین وتر...... گویا وتر یہاں بھی بطور دائمی معمول کے تین ہی نکلے۔ اور یہ حضرات بھی کم از کم وتر کے مسئلہ

میں تو ہمارے ساتھ متفق ہو گئے۔ **فنعم الوفاق وحبذا الاتفاق ...... ولله الحمد**

(ماخوذ اختلاف امت اور صراط مستقیم حصہ اول)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا عمل:

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ ابن صغیر جن کے چہرے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا تھا کہتے ہیں میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وتر کی ایک رکعت پڑھتے دیکھا۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۴۰، کتاب الدعوات باب الدعاء الصبیان بالبرکة)

اس کے کئی جواب ہیں۔

جواب نمبر ۱:

امام بخاریؒ نے جو حدیث روایت کی ہے یہ مختصر ہے۔ جب کہ امام طحاویؒ نے جو روایت اپنی سند سے نقل کی ہے، اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلمہؓ نے ان کو ایک وتر پڑھنے پر ٹوکہ تھا۔ اصل روایت ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث بیان کی ہم سے ابن خزیمہؒ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن رجاء نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سے شعبہ نے وہ روایت کرتے ہیں عمرو بن مرة سے وہ عبداللہ بن سلمہ سے کہا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے نماز عشاء میں ہماری امامت کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو مسجد کے ایک کونہ میں جا کر ایک رکعت وتر پڑھا میں آپ کے پاس آیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر میں نے پوچھا یَا اَبَا اِسْحَاقَ مَا هٰذِهِ الرَّكْعَةُ اے ابو اسحٰق آپ نے یہ ایک رکعت نماز کیسی پڑھی؟ فرمایا وتر ہے کیونکہ میرا ارادہ سونے کا ہے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی باب الوتر ج۱ ص ۲۰۳)

حضرت اکاڑوی فرماتے ہیں:

طحاوی کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شاذ قرأتوں کی طرح ایک وتر کو لوگ اجنبی کی طرح دیکھتے تھے حضرت سعدؓ عبداللہ بن سلمہ کے سامنے بھی کوئی حدیث رسول پاک کی پیش نہ فرما سکے۔

جواب نمبر۲:

امام مالکؒ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

قَالَ مَالِك وَلَيْسَ عَلٰى هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَنَا وَلٰكِنْ اَدْنٰى الْوِتْرِ ثَلاَثٌ.

امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس پر عمل کرنا درست نہیں کیونکہ وتر کی کم از کم تین رکعت ہیں۔ (موطا امام مالک مترجم ص ۱۳۲ باب الامر بالوتر)

مسئلہ نمبر۶:

وتر میں قرأۃ کرنا

حدیث نمبر۱:

عن عمرة عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوتر بثلث يقرأ فى الركعة الاولٰى بسبح اسم ربك الاعلى وفى الثانية قل يا ايها الكفرون و فى الثالثة قل هو الله احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس. (دارقطنی ج۲ص ۳۵، طحاوی ج۱ص ۱۹۶، مستدرک حاکم ج۱ص ۳۰۵)

حضرت عمرۃؒ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے، پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلىٰ دوسری میں قل یا ایها الكفرون اور تیسری میں قل هو الله احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر۲:

عن على قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلٰث يقرأ فيهن بتسع سور من المفصل يقرأ فى كل ركعة بثلٰث سور آخرهن قل هو الله احد. (ترمذی ج۱ص ۱۰۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعات پڑھا

کرتے تھے۔ تینوں رکعتوں میں (قصار) مفصل کی نو سورتیں پڑھتے تھے، ہر رکعت میں تین سورتیں پڑھتے سب سے آخری سورت قل ہو اللہ احد ہوتی تھی۔

حدیث نمبر ۳:

عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ فى الوتر بسبح اسم ربك الاعلىٰ و قل يا ئيها الكفرون وقل هو الله احد.

(ترمذی ج ۱ ص ۱۰۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں سبح اسم ربك الاعلى، قل يا ايها الكفرون اورقل هو الله احد پڑھا کرتے تھے ہر سورت ایک رکعت میں۔

حدیث نمبر ۴:

عن عبد الرحمن بن ابزى انه صلى مع النبى صلى الله عليه وسلم الوتر فقرأ فى الاولى بسبح اسم ربك الاعلى وفى الثانية قل يا ئيها الكفرون و فى الثالثة قل هو الله احد فلما فرغ قال سبحان الملك القدوس ثلثا يمد صوته بالثالثة. (طحاوی ج ۱ ص ۲۰۱، مسند احمد ج ۳ ص ۴۰۶، نسائی ج ۱ ص ۱۹۶)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وتر کی نماز پڑھی تو آپ نے پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلى دوسری میں قل یا ایها الكفرون اور تیسری میں قل هو الله احد پڑھی، جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے تین بار یہ کلمات کہے سبحان الملك القدوس اور تیسری مرتبہ آواز بلند کی۔

حدیث نمبر ۵:

عن ابى بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بسبح

اسم ربك الاعلی وقل یا ایها الکفرون وقل هو الله احد.

(نسائی ج ۱ ص ۱۹۴، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۱، ابن ماجہ ص ۸۳، مسند احمد ج ۵ ص ۱۲۳)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبح اسم ربك الاعلی، قل یا ایها الکفرون اورقل هو الله احد کے ساتھ وتر کی نماز ادا فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۶:

عن عبد العزیز بن جریج قال سألت عائشة ام المؤمنین بای شیء کان یوتر رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت کان یقرأ فی الأولی بسبح اسم ربك الاعلی وفی ا شانیة بقل یا ایها الکفرون و فی الثالثة بقل هو الله احد والمعوذتین.

(مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۷، ترمذی ج ۱ ص ۱۰۶، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۱، ابن ماجہ ص ۸۳)

حضرت عبدالعزیز بن جریجؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں میں کون سی سورتیں پڑھتے تھے۔ آپ نے فرمایا پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلی دوسری میں قل یا ایها الکفرون اور تیسری میں قل هو الله احد، قل اعوذ برب الفلق اورقل اعوذ برب الناس پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۷:

عن ابی بن کعب قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقرأ فی الوتر بسبح اسم ربك الاعلی وفی الثانية بقل یا ایها الکفرون و فی الثالثة بقل هو الله احد ولا یسلم الا فی آخرهن ویقول یعنی بعد التسلیم سبحان الملك القدوس ثلثا. (نسائی ج ۱ ص ۱۹۱)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر (کی پہلی

رکعت) میں سبح اسم ربك الاعلیٰ دوسری رکعت میں قل یا ایها الکفرون تیسری رکعت میں قل هو الله احد پڑھتے تھے اور سلام فقط آخری رکعت ہی میں پھیرتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد تین دفعہ سبحان الملك القدوس کہتے تھے۔

مسئلہ نمبر ۷:

نمازِ وتر نمازِ مغرب کی طرح ہے

حدیث نمبر ا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر کی تین رکعتیں ہیں، مغرب کی تین رکعتوں کی طرح۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۴۲)

حدیث نمبر ۲:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے وتر تین دن کے وتر یعنی نماز مغرب کی طرح۔ (سنن دار قطنی ج ۲ ص ۲۸)

حدیث نمبر ۳:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن کے وتر مغرب کی نماز ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ مترجم ج ۲ ص ۴۹۷)

حدیث نمبر ۴:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رات کی نماز کے آخر میں بھی وتر ہیں اور دن کی نماز کے آخر میں بھی وتر ہیں۔ دن کی نماز کے آخر کے وتر مغرب کی نماز ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ مترجم ج ۲ ص ۱۹۷)

حدیث نمبر ۵:

حضرت ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مغرب کی

نماز دن کے وتروں کی مانند ہے پس تم رات کے وتر بھی پڑھو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ مترجم ج ۲ ص ۴۹۷)

حدیث نمبر ۶:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فر ماتے ہیں کہ وتر تین ہیں جیسے دن کے وتر مغرب کی نماز کی تین رکعتیں ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ مترجم ج ۲ ص ۴۰۷، معجم طبرانی کبیر ج ۹ ص ۲۷۲، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۵۰۳)

حدیث نمبر ۷:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں۔

امام محمدؒ کہتے ہیں اس پر ہمارا عمل ہے۔ لہٰذا جو شخص نماز مغرب کو دن کے وتر سمجھتا ہے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے اسے چاہیے کہ رات کے وتر اسی طرح پڑھے۔ ان کے درمیان سلام پھیر کر فرق نہ کرے جیسا کہ نماز مغرب میں سلام پھیر کر فرق نہیں کیا جاتا۔ یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

(موطا امام محمد مترجم ص ۱۲۰، باب صلٰوۃ المغرب وتر صلٰوۃ النہار)

حدیث نمبر ۸:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وتر نماز مغرب کی طرح ہے۔

(موطا امام محمد مترجم ص ۱۳۱، باب السلام فی الوتر)

حدیث نمبر ۹:

حضرت ابوخالدہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالعالیہ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے تعلیم دی یا فرمایا کہ انہوں نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ وتر مغرب کی نماز کی طرح ہیں، سوائے اس کے کہ ہم وتر کی

تیسری رکعت میں بھی قرأت کرتے ہیں یہ رات کے وتر ہیں اور وہ (مغرب کی نماز) دن کے وتر ہیں۔ (طحاوی شریف ج۱ص۲۰۲)

حدیث نمبر۱۰:

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ وتر تین رکعات پڑھا کرتے تھے اور سلام فقط تیسری رکعت میں پھیرتے تھے مغرب کی نماز کی طرح۔

(مصنف عبدالرزاق ج۳ص۲۶)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز مغرب کی طرح وتر پڑھنے منع ہیں۔ اور وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لاَ تُوْتِرُوْا بِثَلاَثٍ اَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ اَوْ بِسَبْعٍ وَّلاَ تُشَبِّهُوْا بِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ.

(سنن دار قطنی ج۲ص۲۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین رکعت وتر ادا نہ کرو، پانچ یا سات رکعت وتر ادا کرو، اور مغرب کی نماز کے مشابہ نہ کرو۔

اس روایت کے کئی جواب ہیں۔

جواب نمبر۱:

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے فتح الملہم شرح صحیح مسلم میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہاں پر مقصد یہ ہے کہ "وتر اللیل" میں نمازِ مغرب کی طرح صرف تین رکعات پر اکتفا نہ کرو بلکہ اس سے پہلے تہجد بھی پڑھو۔ کیونکہ جب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین رکعات وتر پڑھنا روایاتِ صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے لہٰذا

"لا تشبهوا بصلاۃ المغرب" کا یہ مطلب لے لینا کہ صلاۃ الوتر کی تین رکعتیں نماز مغرب کی طرح تین نہ ہونی چاہییں کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔

(درس ترمذی ج۲ص۲۳۴)

جواب نمبر۲:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

الجواب نمبر۱: اگر اس حدیث کا یہ مطلب ہو کہ تین رکعت وتر نہ پڑھے جائیں اور یا تشہد ایک ہی ہو تو یہ سابقہ پیش کردہ صحیح روایات کے خلاف ہوگا اس لیے یہ مطلب ہرگز نہیں۔ اس میں تشہد وعدم تشہد کا ادنیٰ اشارہ بھی نہیں اور صلوٰۃ مغرب سے عدم مشابہت کا یہ معنی ہے کہ تین رکعتوں پر اکتفا نہ ہو۔ وتروں سے پہلے اور بعد نوافل ہوں۔(**قال الطحاوی ج۱ ص۱۴۳، فقد یحتمل ان یکون کرہ افراد الوتر علی معنی ما ذکرنا .... الخ**)اور قرینہ اسی حدیث میں ہے: **بخمس او سبع** تو دارومدار بیان عدد پر ہے نہ کہ تشہد پر۔

مولانا بدر عالم حاشیہ فیض الباری شرح صحیح البخاری ج۲ص۳۷۱ میں لکھتے ہیں:

لان الحدیث لم یرد فی مسئلۃ التشہد اصلا بل فی بیان العدد ولیس فیہ الا النھی عن الاقتصاد علی الثلاث. (خزائن السنن شرح ترمذی حصہ دوم ص۱۶۵)

جواب نمبر۳:

اگر آپ کو ہمارا یہ جواب پسند نہیں تو کوئی بات نہیں آپ خود بھی اس حدیث کی خلاف ورزی کررہے ہیں۔ وہ اس طرح کہ اس حدیث میں صاف تصریح موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ تین وتر نہ پڑھو۔ مگر آپ کے اکثر علماء بلکہ تمام علماء اس بات کے قائل ہیں کہ تین وتر پڑھ سکتے ہیں۔ بلکہ اپنی کتابوں میں تین وتر پڑھنے کے طریقے بھی

بتاتے ہیں جو احناف کے طریقہ کے خلاف ہیں۔حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

(ا) مولانا محمد صادق سیالکوٹی نے صلوٰۃ الرسول میں کئی جگہ تین وتر کا ذکر کیا ہے۔ص ۳۵۴ میں لکھتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف احوال و واقعات میں وتر ایک بھی پڑھا ہے اور تین بھی۔

ص ۳۵۶ میں لکھتے ہیں اور جو کوئی وتر تین رکعت پڑھنا چاہیے پس چاہیے کہ پڑھے تین رکعت۔

ص ۳۵۶ میں آگے لکھتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر پانچ بھی ہیں، تین بھی ہیں۔

ص ۳۵۷ میں لکھتے ہیں پانچ وتر پڑھے، چاہے تین وتر پڑھے۔

ص ۳۵۷ میں لکھتے ہیں پانچ یا تین وتر پڑھتے وقت صرف آخری رکعت میں بیٹھیں درمیان میں کوئی تشہد نہیں۔

ص ۳۵۸ میں لکھتے ہیں اور اسی طرح اگر آپ تین وتر پڑھنا چاہیں تو بھی تشہد کے لیے بیچ میں کہیں نہ بیٹھیں۔

ص ۳۵۸ میں لکھتے ہیں رسولِ خداؐ پہلی رکعت وتر میں **سبح اسم ربك الاعلى** اور دوسری میں **قل یایھا الکافرون** اور تیسری میں **قل ھو اللہ احد** پڑھتے تھے۔

ص ۳۵۸ حاشیہ نمبر ۲ میں لکھتے ہیں اس سے معلوا ہوا کہ رسولِ خداؐ تین وتر بھی پڑھتے تھے جو لوگ تین وتر پڑھتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں۔

ہم نے صرف ایک کتاب سے آٹھ حوالے نقل کر دیے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ تین وتر پڑھنے کے قائل ہیں۔

جب اس حدیث میں تین وتر پڑھنے سے صریح طور پر منع کیا گیا ہے تو پھر آپ لوگ تین وتر کی اجازت کیوں دیتے ہیں۔کیا یہ حدیث کی مخالفت اور مقابلہ نہیں ہے۔

جواب نمبر ۴:

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ اور سات وتر پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں مگر

آپ لوگ ایک وتر پر ہی عمل پیرا ہیں۔

جواب نمبر ۵:

جب تم بھی اس حدیث کا مطلب دوسری حدیث کی وجہ سے کچھ اور لیتے ہو اور تین وتر کو جائز کہتے ہو تو ہم بھی اس حدیث کا مطلب دوسری احادیث کی وجہ سے جو لیتے ہیں وہ کیوں درست نہیں۔

احناف کا تین پڑھنے کا طریقہ بے شمار احادیث سے ثابت ہے (جن میں سے کچھ اس رسالہ میں ذکر کر دی گئی ہیں) اس میں کیوں شک ڈال کر لوگوں کو خراب کرتے ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔

مسئلہ نمبر ۸:

وتر کی تینوں رکعتیں ایک سلام سے پڑھنی چاہئیں

حدیث نمبر ۱:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے اور دوران وتر سلام نہیں پھیرتے تھے۔ (زادالمعاد ص ۱۱۰)

حدیث نمبر ۲:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں۔ (جامع المسانید ج ۱ ص ۴۰۲)

حدیث نمبر ۳:

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ کا حوالہ

ابن حجرؒ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ آپ تین وتروں کے آخر میں سلام پھیرا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ بات

ثابت ہے کہ وہ تین وتر پڑھتے تھے اور صرف آخر میں سلام پھیرتے تھے۔

(ملخص فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۲ ص ۴۸۱ کتاب الوتر، بحوالہ نمازِ پیمبر ص ۲۳۷)

حدیث نمبر ۴:

عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا صلى العشاء دخل المنزل ثم صلى ركعتين ثم صلى بعدهما ركعتين اطول منهما ثم اوتر بثلث لا يفصل بينهن. الحدیث (مسند احمد ج ۶ ص ۱۵۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو گھر تشریف لاتے پھر دو رکعت پڑھتے پھر ان سے لمبی دو رکعتیں اور پڑھتے پھر تین رکعات وتر پڑھتے اور ان تینوں رکعتوں میں فصل نہیں فرماتے تھے (یعنی دو رکعت کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے)

حدیث نمبر ۵:

عن سعد بن هشام ان عائشة حدثته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يسلم في ركعتي الوتر. (نسائی ج ۱ ص ۱۹۱، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۵۹)

حضرت سعد بن ہشامؒ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعت کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

حدیث نمبر ۶:

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسلم في الركعتين الاولیين. (مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۳۰۴، دارقطنی جلد ۲ ص ۳۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

حدیث نمبر ۷:

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم يوتر بثلث

لا يسلم الا فی آخرهن وهذا وتر امير المؤمنين عمر بن الخطاب رضی الله عنه وعنه اخذه اهل المدينة. (متدرک حاکم ج۱ص۳۰۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور سلام فقط آخری رکعت میں پھیرتے تھے اور یہی امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بھی وتر ہیں، انہیں سے یہ اہل مدینہ نے لیے ہیں۔

حدیث نمبر ۸:

عن عبد الله قال ارسلت امی ليلة لتبيت عند النبی صلی الله عليه وسلم فتنظر كيف يوتر فصلی ما شاء الله ان يصلی حتى اذا كان آخر الليل واراد الوتر قرأ بسبح اسم ربك الاعلی فی الركعة الأولى وقرأ فی الثانية قل ياايها الكفرون ثم قعد ثم قام ولم يفصل بينهما بالسلام ثم قرأ قل هو الله احد حتى اذا فرغ كبر ثم قنت فدعا بما شاء الله ان يدعو ثم كبر وركع الخ. (الاستيعاب فی معرفة الاصحاب لابن عبد البر ج٤ ص ٧١)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کو ایک دفعہ رات گزارنے کے لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں بھیجا تا کہ وہ یہ دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کیسے پڑھتے ہیں آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی جتنی کہ اللہ تعالیٰ نے چاہی حتی کہ جب رات کا اخیر ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھنے کا ارادہ کیا تو پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الا علیٰ اور دوسری میں قل یاایھا الکفرون پڑھیں پھر قعدہ کیا پھر قعدہ کے بعد کھڑے ہوئے اور ان کے درمیان سلام کے ساتھ فصل نہیں کیا پھر آپ نے قل هو الله احد پڑھی جب آپ قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی اور دعاء قنوت پڑھی اور قنوت میں جو اللہ نے چاہا دعا مانگی پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تین وتر ایک سلام سے پڑھتے تھے:

۱...... عن المسور بن مخرمة قال دفنا ابا بکر لیلا فقال عمر انی لم اوتر نقام وصففنا ورائه فصلی بنا ثلاث رکعات لم یسلم الا فی آخرھن.

(طحاوی ج۱ص۲۰۲، مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ص۲۹۳، مصنف عبدالرزاق ج۳ص۲۰)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا (فراغت پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے وتر نہیں پڑھے، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو ہم نے بھی آپ کے پیچھے صف باندھ لی، آپؓ نے ہمیں تین رکعات نماز وتر پڑھائی اور سلام فقط ان کے آخر ہی میں پھیرا۔

۲...... عن عمر بن الخطاب انه اوتر بثلث رکعات لم یفصل بینھن بسلام. (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ص۲۹۴)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے تین رکعات وتر پڑھے اور تینوں رکعتوں میں سلام کے ذریعہ فصل نہیں کیا۔ (یعنی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ تین رکعات وتر ایک سلام سے پڑھتے تھے:

۱...... عن ثابت قال قال انس یا ابا محمد خذ عنی فانی اخذت عن رسول الله صلی الله علیه وسلم واخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الله ولن تأخذ عن احد اوثق منی قال ثم صلی بی العشاء ثم صلی ست رکعات یسلم بین الرکعتین ثم اوتر بثلٰث یسلم فی آخرھن.

(کنزالعمال ج۸ص۶۶)

حضرت ثابت فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابومحمد مجھ سے اخذ کر لو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اخذ کیا ہے اور تم ہرگز مجھ سے زیادہ ثقہ آدمی سے اخذ نہیں کر سکتے۔

حضرت ثابتؒ فرماتے ہیں کہ پھر آپؓ نے مجھے عشاء کی نماز پڑھائی پھر چھ رکعات نفل ادا کیے ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے رہے پھر آپؓ نے تین رکعات وتر پڑھے اور ان کے آخر میں سلام پھیرا۔

۲...... عن ثابت قال صلی بی انس الوتر وانا عن یمینه وام ولده خلفنا ثلٰث رکعات لم یسلم الا فی آخرهن ظننت انه یریدان یعلمنی۔

(طحاوی ج ا ص ۲۰۲)

حضرت ثابتؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھے وتر کی تین رکعتیں پڑھائیں اس حال میں کہ میں اُن کی دائیں جانب تھا اور ان کی اُم ولد ہمارے پیچھے، آپؓ نے سلام فقط آخر میں پھیرا میرا غالب گمان یہ ہے کہ آپ مجھے وتر کا طریقہ سکھلا رہے تھے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی تین رکعات ایک سلام سے پڑھتے تھے:

۱...... عن الحسن قال کان ابی بن کعب یوتر بثلاث لا یسلم الا فی الثالثة مثل المغرب. (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۶)

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وتر تین رکعات پڑھا کرتے تھے اور سلام فقط تیسری رکعت میں پھیرتے تھے مغرب کی نماز کی طرح۔

حضرت مکحول رحمہ اللہ بھی وتر تین رکعات، ایک سلام سے پڑھتے تھے:

عن مکحول انه کان یوتر بثلث لا یسلم فی رکعتین.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۴)

حضرت مکحول رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ وتر تین رکعات پڑھا کرتے تھے اور دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا وتر کے متعلق فیصلہ:

ثنا ابن وهب قال اخبرنی ابن ابی الزناد عن ابیه قال اثبت عمر بن عبد

العزيز الوتر بالمدينة يقول الفقهاء ثلثا لا يسلم الا فی آخر هن.

(طحاوی ج ا ص ۲۰۳)

ہمیں حدیث بیان کی ابن وہبؒ نے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن ابوالزناد نے اپنے والد کے واسطے سے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مدینہ طیبہ میں فقہاء کے قول کے مطابق وتر تین رکعت مقرر کر دیے تھے جن میں سلام صرف آخر میں پھیرا جاتا۔

مدینہ طیبہ کے سات فقہا بھی ایک سلام کے ساتھ تین رکعات وتر کے قائل تھے:

ثنا عبد الرحمن بن ابی الزناد عن ابیه عن (الفقهاء) السبعة سعيد بن المسيب و عروة بن الزبير والقاسم بن محمد وابی بكر بن عبد الرحمن وخارجة بن زيد وعبيد الله وسليمان بن يسار فی مشيخة سواهم اهل فقه و صلاح وفضل وربما اختلفوا فی الشيئ فاخذ بقول اكثر هم وافضلهم رأيا فكان مما وعيت عنهم على هذه الصفة ان الوتر ثلث لا يسلم الا فی آخر هن. (طحاوی ج ا ص ۲۰۴)

ہم سے حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے اور انہوں نے روایت کی سات (فقہاء تابعین) یعنی سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، خارجہ بن زید، عبیداللہ بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار رحمہم اللہ سے ان کے علاوہ دوسرے فقیہ اہل صلاح اور صاحب فضل بزرگوں کی موجودگی میں روایت کی یہ بزرگ اگر کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے تو اس شخص کے قول پر عمل کرتے جو زیادہ ذی رائے اور افضل ہوتا، میں نے جو باتیں ان سے یاد کی ہیں اس طریقہ پر اُن میں سے ایک یہ ہے کہ وتر تین رکعات ہیں جن میں سلام فقط آخر ہی میں پھیرا جائے گا۔

اہل اسلام کا اجماع کہ وتر ایک سلام سے تین رکعات ہیں:

عن الحسن قال اجمع المسلمون ان الوتر ثلث لا یسلم الا فی آخرھن. (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۲۹۴)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں جن میں صرف آخری رکعت ہی میں سلام پھیرا جائے گا۔

مسئلہ نمبر۹:

وتر کی دو رکعتوں پر قعدہ کرنا چاہیے

وتر کی دو رکعتوں پر تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھنا ضروری ہے۔ اور اس کی چند وجوہ ہیں۔

اول: شریعت نے ہر نماز میں دو رکعت پر قعدہ لازم قرار دیا ہے چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

وکان یقول فی کل رکعتین التحیۃ. (صحیح مسلم ج۱ ص۱۹۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر دو رکعت پر التحیات ہے۔

اور ترمذی ج۱ ص۵۰ میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ مثنی مثنی تشھد فی کل رکعتین. (الحدیث)

نماز دو دو رکعت ہوتی ہے ہر دو رکعتوں میں تشہد ہے۔

اس مضمون کی اور بھی متعدد احادیث ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ان کو ذکر نہیں کرتا، یہی وجہ ہے کہ نماز میں ہر دو رکعت پر قعدہ امام احمدؒ کے نزدیک فرض، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب اور امام مالکؒ وشافعیؒ کے نزدیک سنت ہے۔ مذاہب کی اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہر دو رکعت پر قعدہ کا واجب ہونا معتدل قول ہے۔

الغرض جب شریعت نے نماز کے لئے ایک اصول اور ضابطہ مقرر کر دیا کہ اس کی ہر دو رکعت پر قعدہ ہے۔ خواہ نماز فرض ہو یا نفل، سنت ہو یا واجب، تو نماز وتر کو بھی اسی قاعدہ کے تحت رکھا جائے گا۔

دوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث:

صلوٰة الليل مثنى مثنى.

رات کی نماز دو دو رکعت ہوتی ہے۔

خاص صلوٰۃ اللیل اور وتر ہی کے بارے میں ارشاد فرمائی گئی ہے جیسا کہ اوپر علم ہو چکا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "رات کی نماز دو دو رکعت ہے"، میں دو مسئلوں پر تنبیہ فرمائی گئی ہے ایک یہ نماز کا کم سے کم نصاب دو رکعت ہے اس سے کم نماز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فرائض و نوافل میں ہمیں کوئی نماز ایسی نہیں ملتی جس میں شریعت نے ایک رکعت کو جائز رکھا ہو اور اسے نماز قرار دیا ہو۔ ظاہر ہے کہ وتر کی نماز بھی اسی ضابطہ کے تحت آئے گی، اور محض ایک رکعت وتر نماز نہیں کہلائے گی۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ نماز کی ہر دو رکعت پر التحیات بیٹھنا ضروری ہے۔ ورنہ اس کے بغیر دوگانہ کا وجود ہی متحقق نہیں ہو سکتا چنانچہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۷ میں اس روایت میں یہ اضافہ ہے:

قيل لابن عمر ما مثنى مثنى؟ قال ان تسلم في كل ركعتين.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ دو دو رکعت کا کیا مطلب؟ فرمایا یہ کہ تم ہر دو رکعت پر سلام کہو۔

یہاں سلام کہنے سے مراد التحیات ہے جیسا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گزر چکا ہے کہ ہر دو رکعت پر التحیات ہے۔ نیز طبرانی کی معجم کبیر میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

ان النبي صلى الله عليه وسلم قال في كل ركعتين تشهد و تسليم على

المرسلين و على من تبعهم من عباد الله الصالحين او فيه علی بن زيد واختلف في الاحتجاج به و قد وثق (مجمع الزوائد ج۲ص۱۳۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ ہر دو رکعت پر تشہد ہے۔ اور رسولوں پر اور ان کی پیروی کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہے۔

الغرض متعدد احادیث میں یہ اصول بیان فرمایا گیا ہے کہ ہر نماز کی ہر دو رکعت پر تشہد کیا جائے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث جو صلوٰۃ اللیل اور وتر ہی کے بارے میں ہے۔ اس میں بھی اسی ضابطہ کی نشاندہی کی گئی ہے اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ نماز وتر میں دو رکعت پر تشہد کو واجب نہ کہا جائے۔

سوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر حضرات کی جن روایت میں یہ آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچ، سات یا نو وتر پڑھا کرتے تھے۔ ان کی تشریح پہلے گزر چکی ہے کہ ان میں صلوۃ اللیل اور وتر کے ''مجموعہ پر وتر'' کا اطلاق کر دیا گیا، ورنہ تواتر احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر تین رکعت ہوتے تھے۔ اور جیسا کہ سعد بن ہشام کی روایت میں گزر چکا ہے ان کی دو رکعتوں پر تشہد بھی پڑھا کرتے تھے، مگر سلام نہیں پھیرتے تھے۔ بعینہٖ یہی حنفیہ کا مذہب ہے۔

چہارم: شریعت میں ایسی کوئی نماز نہیں جس میں صرف ایک رکعت کو جائز رکھا گیا ہو یا جس میں کئی دوگانوں کو بغیر تشہد کے جمع کیا گیا ہو۔ جو حضرات نمازِ وتر میں شریعت کے اس قاعدے کو توڑتے ہیں اور راویوں کی تعبیرات سے غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ وتر کی پانچ سات یا نو رکعتیں ایک ہی سلام اور ایک ہی قعدے سے جائز ہیں کیا یہ صحیح ہوگا کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث:

صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم ثمانيًا جميعًا و سبعًا جميعًا.

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ظہر وعصر کی) آٹھ رکعتیں اور (مغرب و

عشاء) کی سات رکعتیں اکٹھی پڑھی ہیں۔

کے پیش نظر یہ فتویٰ بھی دے ڈالیں کہ ظہر وعصر کی آٹھ اور مغرب وعشاء کی سات رکعتیں ایک ہی قعدہ اور ایک ہی سلام کے ساتھ جائز ہیں، اور جو بزرگ حدیث "**الوتر رکعة من الليل**" کو دیکھ کر یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ وتر کی ایک رکعت بھی جائز ہے کیا یہ صحیح ہوگا کہ وہ "**الحج عرفه**" کی حدیث سے یہ فتویٰ بھی دیا کریں کہ صرف وقوفِ عرفہ سے حج ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اور ارکان ومناسک کی ضرورت نہیں، لیکن اگر ان تعبیرات سے کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہوتی کیونکہ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کا ضابطہ معلوم ہے۔ اسی طرح حج کے ارکان ومناسک بھی معلوم ہیں تو اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ متواتر احادیث سے نماز وتر کا ضابطہ بھی معلوم ہے کہ اس کی تین رکعتیں ہیں۔ راویوں کی باقی تعبیرات کو اسی ضابطہ پر منطبق کیا جائے گا۔ یہ نہیں کہ ایک راوی کی تعبیر کو ایک مستقل اصول بنا کر اس کے لیے متواتر ضابطہ کو توڑ دیا جائے۔

حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

كَانَ يَقُوْلُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةُ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر دو رکعت میں التحیات (یعنی تشہد) ہے۔ (مسلم ج۱، ص۱۹۴، باب..........................)

حدیث:

حضرت فضل بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز دو دو رکعت ہے۔ ہر دو رکعت میں تشہد پڑھنا ہے۔

(ترمذی ج۱، ص ۸۷، باب ما جاء فی التشخع فی الصلوٰة)

حدیث:

عن ام سلمة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال فی كل ركعتین تشهد

وتسلیم علی المرسلین وعلی من تبعھم من عباد اللہ الصالحین.

(مجمع الزوائد، ج ۲ ص ۱۳۹)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر دو رکعت میں تشہد ہے اور رسولوں پر اور ان کی پیروی کرنے والے اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہے۔

حدیث:

عن عبد اللہ (بن مسعود مرفوعا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) قال اذا قعدتم فی کل رکعتین فقولوا التحیات للہ، الحدیث۔(نسائی ج ۱ ص ۱۳۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم ہر دو رکعت میں قعدہ کرو تو التحیات للہ (آخر تک) پڑھو۔

مسئلہ نمبر ۱۰:

وتر کی پہلی دو رکعتوں کے بعد قعدہ کرنا چاہیے مگر سلام آخر میں پھیرنا ہے

مسئلہ وتر کی دو رکعتوں کے بعد بیٹھے اور تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو پھر تین رکعتیں مکمل کر کے سلام پھیرے۔

حدیث:

حضرت سعد بن ہشام کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔(نسائی باب کیف الوتر بثلاث)

حدیث:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی

رکعت میں سبح اسم ربك الاعلى اور دوسری رکعت میں قل یایها الکافرون اور تیسری رکعت میں قُل هو الله احد پڑھتے تھے اور تیسری رکعت کے اختتام پر سلام پھیرتے تھے۔

(نسائی کتاب قیام اللیل باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر ابی بن کعب فی الوتر)

حدیث:

اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد گھر میں تشریف لے آتے تھے پھر دو رکعات پڑھتے تھے پھر مزید دو رکعات پہلی دونوں رکعتوں سے لمبی پڑھتے تھے۔ پھر تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور درمیان میں (سلام) کے ذریعہ فصل نہیں کرتے تھے یعنی یہ تینوں رکعات ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ٦ ص ١٥٦، مسند النساء حدیث السیدہ عائشہؓ زاد المعاد ج ١، ص ٣٣٠، فصل فی سیاق صلاتہ صلی اللہ علیہ وسلم باللیل و وترہ)

مسئلہ نمبر ١١:

وتروں میں دعائے قنوت پڑھنا

قنوت کی تین قسمیں ہیں

(١) قنوت فی الوتر (٢) قنوت فی صلوٰۃ الفجر دائماً (٣) قنوت نازلہ

ہم یہاں پر پہلے ان تینوں صورتوں کی کچھ وضاحت کرتے ہیں۔

(١) قنوت فی الوتر:

وتر کی تیسری رکعت کے آخر میں قرأۃ کے بعد رفع یدین کر کے یہ پڑھی جاتی ہے۔ حنفیہ کے نزدیک قنوت وتر پورے سال مشروع ہے۔ امام شافعیؒ کی بھی ایک روایت اسی کے مطابق ہے اور امام احمدؒ کی بھی مشہور روایت یہی ہے۔

نیز سفیان ثوریؒ اور امام اسحاقؒ کا مسلک بھی اسی کے مطابق ہے۔
(دیکھئے معارف السنن شرح ترمذی ج۴ص۲۴)

(۲) قنوت فی صلوٰۃ الفجر:

یہ امام شافعیؒ کے نزدیک پورے سال فجر کی نماز میں رکوع ثانی کے بعد (دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر) پڑھی جاتی ہے۔ اس لئے اس کو قنوت فی الصلوٰۃ دائمًا کہتے ہیں۔ اس مسئلہ میں احادیث مختلف ہونے کی وجہ سے فقہاء میں اختلاف ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ فجر کی نماز میں رکوع ثانی کے بعد قنوت پورے سال مشروع ہے۔

پھر امام مالکؒ کے نزدیک اس کا فقط استحباب ہے، جبکہ امام شافعیؒ اس کی سنیت کے قائل ہیں۔ اس سلسلہ میں حنفیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ عام حالات میں قنوت فجر مسنون نہیں، البتہ اگر مسلمانوں پر کوئی عام مصیبت نازل ہوگئی ہو۔

اس زمانہ میں فجر میں قنوت پڑھنا مسنون ہے جسے "قنوت نازلہ" کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ قنوت فجر کی نماز میں صرف ایک ماہ پڑھی گئی تھی پھر ترک کردی گئی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ جو تم (فجر کی نماز میں) امام کے سورت سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہوکر دعائے قنوت پڑھتے ہو خدا کی قسم یہ بدعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے کے علاوہ ایسا نہیں کیا (یعنی یہ صرف ایک ماہ کیا تھا) پھر چھوڑ دیا دیکھو جو نماز میں ہاتھ اٹھا کر تم دعائے قنوت پڑھتے ہو یہ بدعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ کبھی نہیں کیا پھر آپ نے رفع یدین مونڈھوں تک کرکے دکھایا۔ (مجمع الزوائد ج۲ص۱۳۷)

(۳) قنوت نازلہ:

یہ صرف مصیبت، پریشانی یا کوئی آفت آجائے تو فجر میں پڑھی جاتی ہے۔ جب وہ مصیبت دور ہوجائے تو پھر اس کو ختم کردیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کو قنوتِ نازلہ کہتے ہیں۔

فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مصیبت کے موقعہ پر ایک ماہ تک ایک قوم کے خلاف بددعا کی اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے دعا فرمائی جنہیں کمزور سمجھ کر کچھ لوگوں نے قیدی بنالیا تھا اور انہیں ہجرت کرنے سے منع کر دیا تھا لیکن جب صورتحال ختم ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوتِ نازلہ بھی چھوڑ دی اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے نمازِ فجر یا اس کے علاوہ کسی علاوہ کسی نماز میں قنوتِ نازلہ پر ہمیشگی نہیں فرمائی بلکہ جیسے ہی اس کا سبب ختم ہوتا وہ اسے ترک کر دیتے اور ہمیشہ جاری نہ رکھتے لہٰذا سنت یہ ہے کہ جب کوئی مصیبت نازل ہو تو اس کے مطابق دعا کی جائے گی چاہے دعا کسی کے حق میں ہو یا کسی کے خلاف ہو۔

(دیکھئے فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ج ۲۱ ص ۱۵۱، ج ۲۳ ص ۹۸، زاد المعاد ج ۱ ص ۲۷۱، خلاصہ)

ہم نے قنوت کی تینوں صورتوں کی کچھ ضروری وضاحت کر دی ہے تفصیل نماز کی بڑی کتابوں میں دیکھ لی جائے یا احقر کی مرتب کردہ کتاب ''حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز'' ملاحظہ فرمالیں۔

مسئلہ نمبر ۱۲:

وتر میں دعاء قنوت سارے سال پڑھنا واجب ہے

حدیث نمبر ۱:

عن عبد الرحمن بن ابی لیلی انه سئل عن القنوت فقال حدثنا البراء بن عازب قال سنة ماضية. (اخرجہ السراج بحوالہ آثار السنن ص ۲۰۷)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے قنوت وتر کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا کہ ہمیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہے فرمایا کہ یہ جاری وساری سنت ہے (یعنی ایسا طریقہ ہے جو دین میں رواج پذیر ہے)

حدیث نمبر۲:

عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قنت حتى مات وابوبكر قنت حتى مات و عمر حتى مات. (مجمع الزوائد ج۲ ص۱۳۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک (دعاء) قنوت پڑھتے رہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات تک قنوت پڑھتے رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ وفات تک قنوت پڑھتے رہے۔

حدیث نمبر۳:

عن ابراهيم ان ابن مسعود كان يقنت السنة كلها في الوتر قبل الركوع. (كتاب الآثار للامام ابى حنيفة و بروايت الامام محمد ص ٤٢)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر میں سارے سال قنوت پڑھتے تھے رکوع میں جانے سے پہلے۔

حدیث نمبر۴:

عن ابراهيم قال عبد الله لا يقنت السنة كلها في الفجر ويقنت في الوتر كل ليلة. (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۳۰۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تمام سال فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے بلکہ ہر رات وتر میں قنوت پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر۵:

عن ابراهيم ان القنوت في الوتر واجب في رمضان وغيره قبل الركوع

واذا اردت ان تقنت فکبر و اذا اراد ان ترکع فکبر ایضا.

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ (دعاء) قنوت وتر میں واجب ہے رمضان میں بھی اور رمضان کے علاوہ دنوں میں بھی رکوع میں جانے سے پہلے، جب تیرا ارادہ قنوت پڑھنے کا ہو تو تکبیر کہہ اور جب رکوع میں جانے کا ارادہ ہو تو بھی تکبیر کہہ۔

مسئلہ نمبر ۱۳:

نماز وتر میں قنوت آہستہ پڑھنا

حدیث:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دعا وہ ہے جو مخفی ہو۔ (اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے)

فائدہ: اس سے دعاء قنوت کا اخفاء ثابت ہوتا ہے کیونکہ دعا کے عموم میں وہ بھی داخل ہے۔ (اعلاء السنن مترجم ج ۲ ص ۱۷۴)

حدیث:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ بہتر ذکر وہ ہے جو مخفی ہو اور بہتر رزق یا معیشت وہ ہے جو بقدر کفایت ہو۔ اس کو ابو عوانہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے نیز اسے بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ (ترغیب، اعلاء السنن مترجم ج ۲ ص ۱۷۴)

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ خفیہ ایک دعاء علانیہ ستر دعاؤں کے برابر ہے۔ اس کو ابو الشیخ نے ثواب میں روایت کیا ہے اور شیخ نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (عزیزی)

فائدہ: اس سے بھی قنوت کا اخفاء ثابت ہوا۔ (اعلاء السنن مترجم ج ۲ ص ۱۷۵)

مسئلہ نمبر ۱۴:

وتر والی دعاء قنوت کے الفاظ

حدیث:

عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِیْ عِمْرَانَ قَالَ بَیْنَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ عَلٰی مُضَرَ اِذْ جَاءَ ہٗ جِبْرِیْلُ فَأَوْمَا اِلَیْہِ اَنِ اسْکُتْ، فَسَکَتَ فَقَالَ یَا مُحمدُ اِنَّ اللّٰـہَ لَمْ یَبْعَثْکَ سَبَّابًا وَّلَا لَعَّانًا وَاِنَّمَا بَعَثَکَ رَحْمَۃً وَلَمْ یَبْعَثْکَ عَذَابًا، لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظَالِمُوْنَ ثُمَّ عَلَّمَہٗ ھٰذَا الْقُنُوْتَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ.

(سنن بیھقی، باب دعاء القنوت، مروزی: فی قیام اللیل ص ۲۳۲ یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی موصولاً صحیح سند سے مروی ہے)

(ترجمہ) حضرت خالد بن ابی عمران کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ مضر کے لیے بد دعا کر رہے تھے کہ اچانک حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور خاموش ہونے کا اشارہ کیا، آپ خاموش ہو گئے تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو گالی دینے والا اور لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے عذاب بنا کر نہیں بھیجا۔ آپ کے اختیار میں اس قسم کے امور نہیں ہیں۔ اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے ان کی توبہ قبول کرے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعاء

قنوت تعلیم فرمائی۔

مسئلہ نمبر ۱۵:

وتر میں دعاء قنوت کے لیے تکبیر کہنا اور دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا

حدیث نمبر ا:

عن عبد اللهِ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَنَتَ فِي الْوِتْرِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۰۷)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز وتر میں دعاء قنوت سے پہلے رفع یدین کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲:

عن على رضى الله تعالى عنه أَنَّهُ كَبَّرَ فِي الْقُنُوتِ حِيْنَ فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَحِينَ رَكَعَ...... وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رضى الله تعالى عنه يُكَبِّرُ فِي الْوِتْرِ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهِ حِينَ يَقْنُتُ وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقُنُوتِ وَعَنِ الْبَرَّاءِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ السُّورَةِ كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ وَعَنْ سُفْيَانَ كَانُوْا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ تَقْرَءَ فِي الثَّالِثَةِ مِنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثُمَّ تُكَبِّرُ وَتَرْفَعُ يَدَيْكَ ثُمَّ تَقْنُتُ.

(مروزی: قیام اللیل ص ۲۲۹، ۲۳۰)

(ترجمہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے قراءت سے فارغ ہو کر دعاء قنوت کے لئے تکبیر کہی پھر رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہی۔

حدیث نمبر ۳:

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز وتر میں قراءت سے فارغ ہو کر دعاء قنوت سے پہلے اور دعاء قنوت کے بعد تکبیر کہتے تھے۔

حدیث نمبر۴:

اورحضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب وہ سورت پڑھ کر فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے پھر قنوت پڑھتے۔

حدیث نمبر۵:

اورحضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پسند کرتے تھے کہ وتر کی تیسری رکعت میں **قل ھو اللہ احد** پڑھیں، پھر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور قنوت پڑھیں۔

حدیث نمبر۶:

قال ابن قدامة: وَرُوِیَ رَفْعُ الْیَدَیْنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَ عُمَرَ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله تعالی عنهم.

دعائے قنوت کے لئے رفع الیدین حضرت ابن مسعود، حضرت عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے۔**(المغنی مسألة القنوت)**

حدیث نمبر۷:

۲......وفی الاستیعاب لا بن عبد البر ام عبد الله بن مسعود روی عنها ابنها عبد الله بن مسعود انها قالت رأیت رسول الله صلی علیه وسلم قنت فی الوتر قبل الرکوع ویعرف ایضا بها حدیث ام ابن مسعود یرویه حفص بن سلیمان عن ابان بن عیاش عن ابراهیم النخعی عن علقة عن عبد الله قال ارسلت امی لیلة لتبیت عند النبی صلی الله علیه وسلم فتنظر کیف یوتر فباتت عند النبی صلی الله علیه وسلم فصلی ماشاء الله ان یصلی حتی اذا کان آخر اللیل وارا د الوتر قرأ (بسبح اسم ربك الاعلٰی) فی الرکعة الأولی وقرأ فی الثانیة (قل یآیها الکفرون) ثم قعد ثم قام ولم یفصل بینهما

بالسلام ثم قرأ (بقل هو الله احد الله صمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوًا احد) حتى اذا فرغ كبر ثم قنت فدعا بما شاء الله ان يدعوه ثم كبر وركع. (استیعاب ج۴ص ۴۵۰،۴۵۱، برحاشیہ اصابہ)

حافظ ابن عبد البرؒ الاستیعاب میں لکھتے ہیں۔ ام عبدؓ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ ان سے ان کے صاحب زادہ حضرت عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے دیکھا ہے، اور انہی کی نسبت وہ حدیث معروف ہے جسے حفص بن سلیمان ابان بن ابی عیاش سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ علقمہ سے وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کو بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رات رہیں اور دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کس طرح پڑھتے ہیں۔ چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں رات رہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات میں جتنا اللہ تعالی کو منظور تھا نماز پڑھی۔ جب رات کا آخری حصہ ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلى اور دوسری رکعت میں قل يا ايها الكفرون پڑھی پھر قعدہ کیا پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہوگئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری رکعت میں قل هو الله احد پڑھی یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی پھر دعائے قنوت پڑھی اور جو اللہ تعالی کو منظور تھا دعائیں کیں پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا۔

حدیث نمبر ۸:

اسود فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے جب وہ وتر میں قنوت شروع کرنا چاہتے۔

(مصنف ابن شیبہ ج۲ ص ۲۷، جز رفع یدین، امام بخاری ص ۲۸، الفوائد لابن قیم ج۴ ص ۱۱۴)

حدیث نمبر۹:

عن جعفر حدثنی ابو عثمان قال کنا نحن وعمر یؤم الناس ثم یقنت بنا عند الرکوع یرفع یدیه حتی یبدو کناه ویخرج ضبعیه.

(جزء رفع الیدین للإمام البخاری ص ۱۸)

حضرت جعفر بن میمون رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابوعثمان نے حدیث نقل کی، فرمایا کہ ہم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کی امامت کرتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیں قنوت پڑھاتے تھے، آپ (قنوت کے لیے) رفع یدین کرتے، اپنی ہتھیلیوں کو کھولتے اور بازو نکالتے۔

حدیث نمبر۱۰:

عن ابی عثمان قال کان عمر یرع یدیه فی القنوت.

(جزء رفع الیدین ص ۱۸)

حضرت ابوعثمان فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ قنوت کے لیے رفع یدین کرتے تھے۔

حدیث نمبر۱۱:

عن عبد الله انه کان یقرأ فی آخر رکعة من الوتر قل هو الله احد ثم یرفع یدیه فیقنت قبل الرکعة.

(جزء رفع الیدین ص ۱۸، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۰۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ وتر کی آخری رکعت میں قل هو الله احد پڑھتے پھر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور رکوع میں جانے سے پہلے دعاء قنوت پڑھتے۔

حدیث نمبر۱۲:

عن ابراهیم النخعی قال ترفع الایدی فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوة

وفی التکبیر القنوت فی الوتر وفی الـ یدین وعند استلام الحجر وعلی الصفا والمروة وبجمع وعرفات وعند المـ امین عند الجمرتین.

(طحاوی ج ا ص ۴۵۵)

حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے جائیں نماز کے شروع میں، وتر میں قنوت کی تکبیر کے لیے، دونوں عیدو ں کی نماز میں، حجرِ اسود کے استلام کے وقت، صفا اور مروہ پر، مزدلفہ عرفات اور دونوں جمروں کے پاس رمی کے بعد مقام کے وقت۔

حدیث نمبر ۱۳:

محمد قال اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم ان القنوت فی الوتر واجب فی شهر رمضان وغیر قبل الرکوع واذا اردت ان تقنت فکبر واذا اردت ان ترکع فکبر ایضًا. (کتاب الآثار ج ا ص ۵۷۹، کتاب الحجہ ج ا ص ۲۰۰)

امام محمدؒ کتاب الآثار اور کتاب الحجہ میں امام ابو حنیفہؒ سے وہ حمادؒ سے وہ حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ وتر میں قنوت واجب ہے رمضان مبارک میں بھی اور غیر رمضان میں بھی اور جب تم قنوت پڑھنا چاہو تو تکبیر کہو اور جب قنوت کے بعد رکوع کرنا چاہو تب بھی تکبیر کہو۔

امام محمد کتاب الآثار میں اس روایت کو نقل کرکے فرماتے ہیں۔

قال محمد و به نأخذ ویرفع یدیه فی التکبیرة الأولی قبل القنوت کما یرفع یدیه فی افتتاح الصلوٰة ثم یضعهما و یدعو. وهو قول ابی حنیفة رضی الله عنه (ج ا ص ۵۷۹)

ہمارا عمل اسی کے مطابق ہے کہ قنوت سے پہلی کی تکبیر میں رفع یدین کرے جیسا کہ نماز کے شروع میں کیا جاتا ہے پھر ہاتھوں کو رکھ لے۔ اور دعائے قنوت پڑھے یہی امام ابوحنیفہؒ کا

قول ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۶:

دعائے قنوت میں ہاتھ باندھنا

قنوت وتر میں عقلاً تین صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ قنوت کے دوران ہاتھ اٹھائے رکھیں جیسا دعا میں اٹھائے جاتے ہیں، دوسری یہ کہ ہاتھوں کو چھوڑ دیا جائے جیسا کہ قومہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ تیسری یہ کہ رفع یدین کے بعد ہاتھوں کو دوبارہ باندھ لیا جائے جیسا کہ قیام کی حالت میں ہوتا ہے۔ پہلی صورت احناف کے نزدیک پسندیدہ نہیں۔ اس لئے کہ شریعت نے نماز میں جتنی دعائیں رکھی ہیں ہیں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔

باوجودیکہ ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے۔ مگر عین نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا حکم نہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کو بدعت فرماتے تھے۔

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال ار أيتم قيامكم عند فراغ الامام من السورة. هذا القنوت والله انه لبدعة. ما فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم غير شهر ثم تركه ارأيتم رفعكم فى الصلوة والله انه لبدعة ما زاد رسول الله صلى الله عليه وسلم على هذا اقط فرفع يديه حيال منكبيه.

(رواه الطبرانی فی الكبيره وفيه شهر بن حوشب، ضعفه احمد وابن معين و ابو زرعة وابو حاتم والنسائى ووثقه ايوب وابن عدى، مجمع الزوائد ص ج۲ ص ۱۳۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ دیکھو! یہ جو تم نماز فجر میں) امام کے سورۃ سے فارغ ہونے کے بعد قنوت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہو، اللہ تعالیٰ کی قسم یہ بدعت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک مہینہ سے زیادہ نہیں کیا پھر اسے ترک کر دیا...... اور دیکھو یہ جو تم نماز میں ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھتے ہو۔ اللہ کی قسم یہ

بدعت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے۔
بظاہر اس کا مطلب یہی ہے کہ قنوت کے لئے رفع یدین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے مگر نماز کے دوران اس طرح ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جس طرح نماز سے باہر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں یہ معمول نہیں تھا۔
رہی دوسری اور تیسری صورت، قنوت اگر رکوع سے پہلے پڑھی جائے جیسا کہ وتر میں پڑھی جاتی ہے تو قبل رکوع کی حالت چونکہ قیام کی حالت ہے۔ اور قیام میں ہاتھ باندھنا سنت ہے اس لئے نماز وتر میں اس کو اختیار کیا جائے گا۔ اور قنوت نازلہ چونکہ رکوع کے بعد قومہ کی حالت میں پڑھی جاتی ہے اور قومہ میں ہاتھ باندھنا سنت نہیں اس لئے قنوت نازلہ ہاتھ چھوڑ کر پڑھی جائے گی۔ یہ وجہ ہے کہ احناف کے نزدیک قنوت وتر معمول قیام نہیں کے مطابق ہاتھ باندھ کر پڑھی جاتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۷:

وتر میں دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیے

حدیث نمبر ۱:

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تو رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ **(ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوات و السنۃ فیہا)**

حدیث نمبر ۲:

حضرت اسود بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے وتروں میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۰۷)

حدیث نمبر ۳:

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

دوسرے صحابہؓ نے وتروں میں رکوع سے پہلے، دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ مترجم ج ۲ ص ۵۲۹)

حدیث نمبر ۴:

عن عبد الله قال ارسلت امی لیلة لتبیت عند النبی صلی الله علیه وسلم فتنظر کیف یوتر فصلی ما شاء الله ان یصلی حتی اذا کان آخر اللیل و اراد الوتر قرأ بسبح اسم ربك الاعلی فی الرکعة الأولی وقرأ فی الثانیة قل یاایها الکفرون ثم قعد ثم قام ولم یفصل بینهما بالسلام ثم قرأ بقل هو الله احد حتی اذا فرغ کبر ثم قنت فدعا بما شاء الله ان یدعو ثم کبر ورکع.

(الاستیعاب ج ۲ ص ٤٧١)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کو ایک دفعہ رات گزارنے کے لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں بھیجا تاکہ وہ دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کیسے پڑھتے ہیں آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی جتنی اللہ کو منظور ہوئی تھی کہ جب رات کا اخیر ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھنے کا ارادہ کیا تو پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ دوسری میں قل یا ایها الکفرون پڑھیں پھر قعدہ کیا پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعت اور تیسری رکعت میں سلام سے فصل نہیں کیا پھر قل هو الله احد پڑھی یہاں تک کہ جب آپ قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی اور دعاء قنوت پڑھی اور اللہ کو جو منظور ہوا دعائیں کیں پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔

حدیث نمبر ۵:

عن طارق بن شهاب قال صلیت خلف عمر صلوة الصبح فلما فرغ من القرائة فی الرکعة الثانیة کبر ثم قنت ثم کبر فرکع. (طحاوی ج ۱ ص ۱۷۱)

حضرت طارق بن شہابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صبح کی

نماز پڑھی، جب آپ دوسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے تکبیر کہی پھر دعاء قنوت پڑھی پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔

حدیث نمبر ۶:

عن عبد الله كان يكبر حين يفرغ من القرائة ثم اذا فرغ من القنوت كبر وركع. (معجم طبرانی کبیر ج ۹ ص ۲۴۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (وتر کی نماز میں) جب قرأت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے پھر جب دعاء قنوت پڑھ کر فارغ ہوتے تو تکبیر کہہ کر رکوع میں جاتے۔

حدیث نمبر ۷:

عن عاصم قال سألت انس بن مالك عن القنوت فقال قد كان القنوت قلت قبل الركوع او بعده قال قبله قال فان فلانا اخبرني عنك انك قلت بعد الركوع فقال كذب انما قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الركوع شهرا اراه كان بعث قوما يقال لهم القراء زهاء سبعين رجلا الى قوم مشركين دون اولئك وكان بينهم وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم عهد فقنت رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا يدعو عليهم.

(بخاری ج ۱ ص ۱۳۶، مسلم ج ۱ ص ۲۳۷)

حضرت عاصم احولؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت (وتر) کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا قنوت تو تھی، میں نے عرض کیا رکوع سے پہلے یا بعد میں، آپ نے فرمایا پہلے، حضرت عاصمؒ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے مجھے آپ کی جانب سے یہ خبر دی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ رکوع کے بعد ہے، آپ نے فرمایا اس نے غلط کہا ہے، یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد ایک مہینے قنوت پڑھی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ستر کے قریب افراد کی ایک جماعت کو جنہیں قراء کہا جاتا تھا۔

تھےتو دعاءقنوت رکوع میں جانے سے پہلے پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۱:

عن ابن عباس قال اوتر النبی صلی الله علیه وسلم فقنت فیها قبل الرکوع. (حلیة الاولیاء ج ۵ ص ۹۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وتر پڑھےتو دعاءقنوت رکوع میں جانے سے پہلے پڑھی۔

حدیث نمبر ۱۲:

عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع. (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۳۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وتر تین رکعات پڑھتے تھےاور دعاءقنوت رکوع میں جانے سے پہلے پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳:

عن عبد الله بن مسعود عن ام عبد الله قالت رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم قنت فی الوتر قبل الرکوع. (جامع المسانید ج ۱ ص ۳۱۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے وتر میں دعاءقنوت رکوع میں جانے سے پہلے پڑھی۔

حدیث نمبر ۱۴:

عن عبد الرحمن بن الاسود عن ابیه قال کان عبد الله لا یقنت فی شئ من الصلوة الا فی الوتر قبل الرکعة. (معجم طبرانی کبیر ج ۹ ص ۲۳۸)

حضرت عبدالرحمٰن بن اسودؒ سے روایت ہے کہ ان کے والد اسودؒ نے فرمایا حضرت عبداللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کے علاوہ کسی نماز میں دعاء قنوت نہیں پڑھتے تھے اور وتر میں بھی رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر۱۵:

عن علقمة ان ابن مسعود واصحاب النبی صلی الله علیه وسلم کانوا یقنتون فی الوتر قبل الرکوع. (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۰۲)

حضرت علقمہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیگر صحابہ کرامؓ وتر میں دعا قنوت رکوع میں جانے سے پہلے پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر۱۶:

عن ابن عمر قال ارأیتم قیامکم عند فراغ الامام عن السورة هذا القنوت والله انه لبدعة ما فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم غیر شهر ثم ترکه ارایتم رفعکم ایدیکم فی لصلوٰة انه لبدعة ما زاد رسول الله صلی الله علیه وسلم علی هذا قط فرفع یدیه حیال منکبیه.

(مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۳۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ جو تم (فجر کی نماز میں) امام کے سورت سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو کر دعاء قنوت پڑھتے ہو خدا کی قسم یہ بدعت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے کے علاوہ ایسا نہیں کیا (صرف ایک ماہ کیا) پھر اسے چھوڑ دیا، دیکھو یہ جو تم نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعاء قنوت پڑھتے ہو واللہ یہ بدعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ کبھی نہیں کیا پھر آپ نے رفع یدین مونڈھوں تک کر کے دکھایا۔

قال ابو عبد الله (احمد بن حنبل) اذا قنت قبل الرکوع کبر ثم اخذ فی القنوت وقد روی عن عمر رضی الله عنه انه کان اذا فرغ من القراءة کبر

ثم قنت ثم كبر حين يركع وروى ذالك عن علي و ابن مسعود والبراء وهو قول الثوري ولا نعلم فيه خلافاً. (المغني لابن قدامة الحنبلي ج ۲ ص ۱٦٥)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ رکوع سے پہلے جب دعاء قنوت پڑھے تو تکبیر کہہ لے پھر دعاء قنوت شروع کرے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جب قرأت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے پھر قنوت پڑھتے پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے تھے اور حضرت علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت براءؓ سے بھی یہی مروی ہے اور یہی سفیان ثوریؒ کا قول بھی ہے اور اس بارے میں کسی کا اختلاف ہمارے علم میں نہیں (یعنی امام احمد کے نزدیک اس مسئلہ میں امت کا اجماع ہے)

مسئلہ نمبر ۱۸:

ایک رات میں دو دفعہ وتر پڑھنا منع ہیں

مسئلہ اگر وتر ابتدائے شب میں ادا کر لیے جائیں تو پھر دوبارہ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

حدیث:

قیس بن طلق سے روایت ہے کہ میرے والد نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک رات میں دوبار وتر نہیں۔

(ترمذی ج ۱ ص ۱۰۷، ابواب الوتر باب ماجاء لاوتران فی لیلۃ)

مسئلہ نمبر ۱۹:

وتروں کی قضاء کرنا چاہیے

مسئلہ: وتر پڑھنے کا وقت عشاء سے لے کر طلوع فجر تک ہے اور جو شخص تہجد کے لئے اٹھنے کا عادی ہے۔ اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ تہجد کے بعد وتر پڑھے ورنہ نماز عشاء کے ساتھ

ہی پڑھ لے، اگر کوئی شخص فجر تک وتر نہ پڑھ سکا تو قضاء پڑھے۔

حدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وتر پڑھے بغیر سو گیا یا بھول گیا تو جب یاد آئے ضرور پڑھے۔

(ابوداؤد ج ا ص ۵۳۸، کتاب الوتر باب فی الدعاء بعد الوتر)

اس حدیث میں وتر کی قضا کا حکم ہے اور یہ کھلی ہوئی دلیل ہے اس کے واجب ہونے کی کیونکہ قضاء سنت اور نفل کی نہیں ہوتی بلکہ واجب یا فرض کی ہوتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۰:

رات کی نماز کو وتر پر ختم کرنا چاہیے

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِجْعَلُوا آخر صلاتکم باللیل وترًا" رات کے وقت اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ۔ (بخاری حدیث نمبر ۹۹۸)

ایک اشکال اور اس کا جواب:

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ رات کے وقت آخری نماز وتر ہونی چاہیے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنا بھی کئی روایات سے ثابت ہے۔

جواب:

اس اشکال کا شارحین کئی طرح جواب دیا ہے۔

(ا) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ

واجبی نماز آخر میں وتر ہونی چاہیے۔

(۲) یا جو نماز تم کھڑے ہو کر پڑھتے ہو وہ وتر ہونی چاہیے۔ (نمازِ مسنون کلاں ص ۶۵۴)

(۳) یہ دو رکعت اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۱:

وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کا ثبوت

حدیث نمبر ۱:

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (ترمذی ج ۱، ص ۶۲، ابواب الوتر باب ماجاء لا وتران فی لیلۃ)

حدیث نمبر ۲:

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم وتر کے بعد بیٹھ کر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

(سنن ابن ماجه، ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب ما جاء في الركعتين بعد الوتر جالسا ص ۸۵)

حدیث نمبر ۳:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ یہ رات کا جاگنا محنت و مشقت ہے پس جب تم میں سے کوئی (سونے سے پہلے) وتر پڑھ لے تو پھر دو رکعتیں پڑھے۔ پھر اگر وہ رات کو اٹھ بیٹھا (تو تہجد پڑھ لے) ورنہ یہ دو رکعتیں اس کے لئے (تہجد) ہو جائیں گی۔

(سنن دارمی کتاب الصلوٰۃ ص ۱۹۸، باب فی الرکعتین بعد الوتر، طحاوی می کتاب الصلوٰۃ، ج۱ ص ۲۳۶، باب التطوع بعد الوتر، دار قطنی، کتاب الوتر، ج ۲ ص ۳۹، باب فی الرکعتین بعد وتر)

حدیث نمبر۴:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے دونوں میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضِ اور قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ تلاوت فرماتے تھے۔

(مسند احمد ج ۵ ص ۲۶۰، طحاوی کتاب الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۲۳۷، باب التطوع بعد الوتر)

حدیث نمبر۵:

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق پوچھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ پہلے آٹھ رکعت تہجد پڑھتے پھر تین وتر پڑھتے پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے۔ (مسلم صلاۃ اللیل والوتر)

(تفصیل کے لئے دیکھئے رکعتین بعد الوتر مصنف مولانا امداداللہ انور)

مسئلہ نمبر۲۲:

وتر کے لیے گھر والوں کو بیدار کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز پڑھتے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئی ہوتی تھی پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو مجھے بھی بیدار کر دیتے پھر میں بھی وتر ادا کر لیتی۔

(بخاری، کتاب الوتر، باب یقاظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اهله بالوتر، حدیث نمبر ۹۹۷)

مسئلہ نمبر ۲۳:

نماز وتر کے سلام پھیرنے کے بعد دعا

سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

(سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ)

حدیث:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر کی تین رکعات پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى اور دوسری میں قُلْ يَاأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوتے تو یہ دعا تین بار پڑھتے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ آخری مرتبہ اس کے ساتھ اپنی آواز لمبی کرتے اور فرماتے رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ.

(سنن نسائی، قیام اللیل باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین بخبر ابی بن کعب فی الوتر حدیث نمبر ۱۷۰۰)